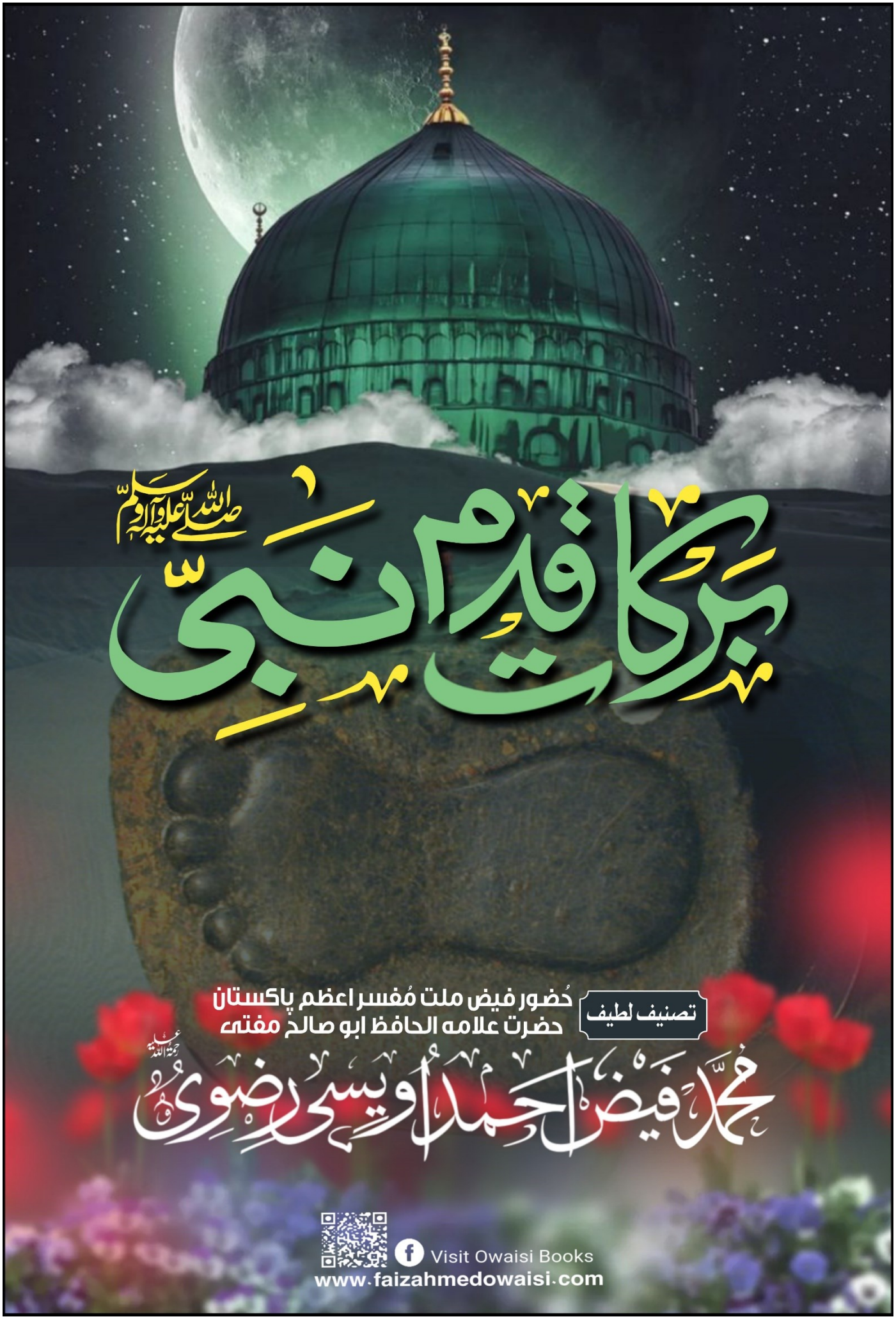
برکاتِ قدمِ نبی ﷺ
تصنیف لطیف
حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ
Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

پیشِ لفظ

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے: ؎ بَر زَمِینی اگر نِشانِ کَفِّ نِشانِ تُو بُوَد*** سالها سَجدَه صاحِب نَظَران خواهد بُوَد

یعنی یارسول اللہ ﷺ! جہاں پر آپ کے نعل پاک کے نقش کا نشان ہے، وہاں اہلِ نظر عرصۂ دراز تک سجدہ گزار رہتے ہیں۔

آنکھوں دیکھا حال ہے کہ صدیوں گزر جانے کے بعد، جہاں بھی کہیں رسول ﷺ کی کوئی نشانی مل جاتی ہے، عُشّاق سو جان قربان نظر آتے ہیں ، فقیر دمشق (شام) ۱۴۱۰ھ میں حاضر ہوا تو حضور اکرم ﷺ کے قدمِ پاک کی زیارت سے مشّرف ہوا، مسجد شریف کی محراب کے ساتھ نَصب ہے، ہر وقت زائرین کا تانتا بندھا (ہجوم لگا) ہوا ہے اور کمال یہ ہے کہ اس تمام علاقہ کا نام قدم شریف بلکہ ریلوے اسٹیشن کا نام بھی قدم شریف ہے، اس کا عکس و مختصر حال فقیر کے سفر نامہ "شام و عراق" میں پڑھیئے اور اس رسالہ کے آخر میں بھی اس کا ذکرِ خیر آگیا ہے۔ افسوس ہے کہ اسلام کا دَم بھرنے والے قدم شریف کے متعلق کئی قسم کے شُبہات ڈالتے ہیں۔ فقیر، قدم مبارک کے معمولات اور اس کی مختصر تاریخ و تحقیق اور مخالفین کے اِعتراضات کے جوابات پر مشتمل یہ رسالہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔

وَمَا تَوْفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیمِ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیبِہِ الْکَرِیم

مدینے کا بھکاری

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور، پاکستان

۲۳ شوال ۱۴۲۰ھ، ۳۱ جنوری ۲۰۰۰ء

مقدّمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ، الَّذِي مَنَّ عَلَيْنَا سَيِّدَ السَّادَاتِ وَالْأَخْيَارِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ، وَعَلَى آلِهِ الْأَطْهَارِ، وَأَصْحَابِهِ الْأَصْفَارِ وَالْكِبَارِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

اَمّا بَعد! محمّد فَیض اَحمد اُویسی رِضوی غُفِرَلَہ ،مُلتَمِس (اِلتِماس گُزار) ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ "[1] یہ قُرآنی فیصلہ ہے،اور حدیثِ پاک میں ہے:"لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. "[2]

(بُخاری و مُسلم)

اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اِس سَعادَتِ عُظمٰی (بڑی سعادت) کے حصول میں لاِعتِنائی (غفلت) نہ ہو، کیونکہ محبّت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ محبوب کی ہر منسوب اِلَیہ (جُڑی ہوئی) شے محبوب ہو۔

چُنانچہ قُرآنِ پاک کی نُصوص (واضح آیات) مقدسہ:"لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ"[3] "وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ"[4] "وَلَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ "[5] "وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا "[6] ان سب میں اِرشاد و تلمیحات (اشارے و ہدایات) سے وضاحت ہوئی ہے۔

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی:

" بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَ اللهِ أَنْ أَقْسَمَ بِحَيَاتِكَ دُونَ سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ، وَلَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَهُ أَنْ أَقْسَمَ بِتُرَابِ قَدَمَيْكَ، فَقَالَ: لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ. "[7]

(نسیم الریاض شرح الشفاء القاضی عیاض، ص۱۹۶، جلد ۱، و مواہب اللدنیا)

---

1)الحج: 32 ترجمہ: جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دِلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔ط۔ضیائی

2)(صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله أكثر من الأهل والولد والوالد والناس أجمعين ونفي الإيمان عمن لم يحبه، 1/ 67، الحديث 43، دار إحياء الكتب العربية)

ترجمہ: تم میں سے کوئی اُس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اُس کے والد، اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ط۔ضیائی

3)البلد:1 ترجمہ: مجھے قسم ہے اس شہر [مکہ مکرمہ] کی۔ط۔ضیائی

4)العصر:1 ترجمہ: قسم ہے زمانے کی! بے شک انسان خسارے میں ہے۔ط۔ضیائی

5)الحجر:72 ترجمہ: قسم ہے آپ کی زندگی کی! بے شک یہ لوگ اپنی مدہوشی میں پڑے ہوئے ہیں۔ط۔ضیائی

6)العادیات:1إلی2 ترجمہ: قسم ہے دوڑنے والے [گھوڑوں] کی جو ہانپتے ہیں، پھر چنگاریاں نکالتے ہیں۔ط۔ضیائی

7) (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، النوع الخامس فى آيات تتضمن إقسامه تعالى على تحقيق رسالته وثبوت ما أوحى إليه من آياته وعلو رتبته الشريفة ومكانته الفصل الخامس فى قسمه تعالى بمدة حياته صلى الله عليه وسلم وعصره وبلده، 2/ 575، المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر)

نسیم الریاض کی عبارت کچھ مختلف ہے۔ (نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض ، القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى لقدر النبي ﷺ ، 1/ 393، دار الكتب العلمية، 2001م)

دیکھئے سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا کیسا پیارا جملہ ہے یعنی فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! میرا باپ، میری ماں قربان ہوں، تحقیق مجھے آپ کی فضیلت کا علم ہوا، جو اللہ تعالی نے آپ (ﷺ) کو عنایت فرمائی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالی نے صرف آپ (ﷺ) کی حیاتِ مبارکہ کی قسم یاد فرمائی ہے، نہ کہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی اور ایسے ہی اللہ تعالی نے آپ (ﷺ) کو فضیلت بخشی ہے، اللہ تعالی نے آپ (ﷺ) کے قدموں کی خاک کی قسم یاد فرمائی ہے اور اس کا اِستدلال فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے قرآن کی آیت "لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ"[8] یعنی اس شہر کی قسم ہے اور آپ اس میں مقیم ہیں۔ سے کیا ہے۔

طرزِ استدلال: آیت سے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا طرز استدلال وہی ہے جو ہم اہلسنت کو وِراثت میں نصیب ہوا ہے کہ قَسم تو ہے شہر کی لیکن فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سے عُموم کا اِستدلال کر کے واضح فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کی ہر منسوب الیہ (ہر جڑی ہوئی شئ) سے پیار و محبت کا اظہار فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ جس طرح خود حضور سرورِ عالَم ﷺ کی ذات کی گستاخی، تباہی اور بربادی کا مُوجب (سبب) ہے، ایسے ہی آپ ﷺ کی ہر منسوب الیہ کی بے ادبی، بربادی کا سبب ہے اور جیسے آپ ﷺ کی ذات سے محبت و پیار، نجات اور سعادت مندی ہے، ایسے ہی آپ ﷺ سے منسوب ہونے والی ہر شے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، چنانچہ اس راز کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے ہی سمجھا اور بس چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

صحابہ کرام کی پیاری ادا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ (ﷺ) کے سرِ مبارک کے بال کاٹ رہا تھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم گرداگرد (آس پاس کھڑے) حلقہ باندھے تمنا کر رہے تھے کہ حضور ﷺ کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آجائے۔[9] (رواہ بخاری)

اسلع بن شریک کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر میں کجاوہ باندھا کرتا تھا، ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے کُوچ (وہاں سے نکلنے) کا ارادہ کیا، اس وقت مجھے تَرَدُّد ہوا کہ اگر سرد (ٹھنڈے) پانی سے غسل کرتا ہوں تو مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے، اور یہ بھی گوارا نہیں کہ ایسی حالت میں خاص سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی پر باندھوں مجبوراً ایک انصاری شخص کو کہہ دیا کہ وہ کجاوہ باندھیں پھر میں نے چند پتھر رکھ کر پانی گرم کیا اور عمل کر کے آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ سے جاملا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے اَسلع میں تمہارے کجاوے میں کچھ فرق پاتا ہوں، میں نے عرض کیا: میں نے نہیں باندھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ عرض کیا کہ اس وقت مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور سرد پانی میں نہانے سے جان کا خوف تھا، اس لیے ایک انصاری کو کہہ دیا۔ اسلع کہتے ہیں: اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلوٰةَ الخ[10]

غور کیجئے! حضرت اسلع رضی اللہ تعالی عنہ کا انتہائی ادب و احترام تھا کہ جس کجاوہ میں آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے تھے، اس لکڑی کو بھی ناپاکی میں ہاتھ لگانا گوارا نہ کیا۔

---

8)البلد:1 إلي2

9) (صحيح مسلم،كتاب الفضائل، باب قرب النبي عليه السلام من الناس وتبركهم به، 4/ 1812،الحديث 2325، دار إحياء الكتب العربية)

10)النساء:43 ترجمہ: اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ (کنز الایمان)

(كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، حرف الطاء، كتاب الطهارة من قسم الأفعال، باب في المياه والأواني والتيمم والمسح والحيض والنفاس والاستحاضة وطهارة المعذور، فصل في التيمم، 9/ 596،الحديث 27580، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1405 هـ - 1985 م)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا ادب:

عن عثمان قال: لقد اختبأت عند الله عشرا: إني لرابع الإسلام، وقد زوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنته ثم ابنته، وقد بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدي هذه اليمنى فما مسست بها ذكري[11] (کنزالعمال)

یعنی حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: "میں نے اللہ تعالیٰ کے پاس اسلام کی دس چیزیں امانت رکھی ہیں اور میں (اسلام قبول کرنے میں) چوتھا شخص ہوں، اور میرے نکاح میں رسولُ اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں کو دیا، اور جب سے میں نے بیعت کی ہے اور اپنے دائیں ہاتھ کو رسولُ اللہ ﷺ کے دستِ مبارک سے ملایا ہے، تو اس ہاتھ سے میں نے کبھی اپنی شرمگاہ کو نہیں چھوا۔"

وضو کا پانی اور صحابہ کا عشق: جب آپ ﷺ وضو فرماتے تھے تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے، اور تبرکاً اٹھا لیتے تھے[12]، آپ ﷺ کا پسینہ شیشی میں لیا جاتا تھا۔[13] (رواہ بخاری)

خالد سیف اللہ کا عقیدہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے وہ ٹوپی کسی جنگ میں گر گئی تو انہوں نے مڑ کر سخت حملہ کیا اور خاصے جانی نقصان کے بعد دوبارہ وہ ٹوپی حاصل کر لی ان کا یقین تھا کہ ان بالوں کی برکت سے انہیں جنگوں میں فتح حاصل ہوتی ہے۔[14]

فائدہ: حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کی فُتوحاتِ اسلامیہ ضرب المثل ہیں، ان کا عقیدہ تھا کہ یہ فُتوحات میرا ذاتی کارنامہ نہیں بلکہ یہ تمام برکات، رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کی ہیں۔

شِفائے اَمراض: آنحضرت ﷺ کا اُونی جُبّہ، کِسرائی (موٹے کپڑے کا بنا ہوا)، جس کی جیب اور دونوں چاکوں پر دِیباج (ریشمی کپڑے) کی سُخاف (آرائش) تھی، حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ تعالیٰ عنہا سے حضرت اَسماء رضی اللہُ عنہا نے لیا۔ حضرت اَسماء رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ "یہ جُبّہ رسولُ اللہ ﷺ پہنا کرتے تھے۔ ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں۔[15] (صحیح مسلم)

عقیدت ہو تو ایسی ہو: حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ ایمان لائے تو انہوں نے ایک قصیدہ "بانت سعاد" پڑھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی چادر میں ڈھانک دیا۔[16] حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس چادر کو خُلفاء، عیدَیْن میں پہنتے رہے۔

---

11) (المعجم الكبير، باب الألف، باقي حرف الألف، الأسلع بن شريك الأشجعي، 1/ 299، الحديث 877، مكتبة ابن تيمية ، القاهرة)

(كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال،كتاب الفضائل من قسم الأفعال، باب فضائل الصحابة ، فضائل ذو النورين عثمان بن عفان رضي الله عنه، فضائل ذو النورين عثمان بن عفان رضي الله عنه، 13/ 28، الحديث 36160، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1405 هـ - 1985 م)

12)(صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، 1/ 81، الحديث185، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

13)(مواهب اللد نية، باب، الفصل الاول فی کمال خلقة و جمال صورته ﷺ ، 2/ 89 الی 90، المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر)

14) (شرح الشفا لملا علي القاري، القسم الثاني فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله تعالى عليه وسلم) ، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره فصل ومن إعظامه وإكباره إعظام جميع أسبابه، 2/ 99، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 هـ)

15) (صحيح مسلم،كتاب اللباس والزينة، باب التواضع في اللباس والاقتصار على الغليظ منه واليسير في اللباس والفراش وغيرهما، 3/ 1649،الحديث 2080، دار إحياء الكتب العربية)

16) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، كتاب المغازي، غزوة أحد، 2/ 334إلي335، دار الكتب العلمية، بيروت –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996م)

تیری بیٹھک پہ قربان: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو لوگوں نے دیکھا کہ منبر شریف میں جو جگہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی تھی اسے ہاتھ سے مس کیا(چھوا) اور پھر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر مل لیا۔[17]

تیرا لِحاف پیارا: جب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم ﷺ کا لِحاف ہے، چنانچہ انہوں نے وہ منگوا بھیجا جب آیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ان سے اپنے چہرے کو ملنے لگے۔[18](تاریخ صغیر للبخاری)

فائدہ: حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام مذاہب عزت و وُقعَت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، یہاں تک کہ رَوافِض بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل و انصاف اور پابندی شرع کے قائل ہیں، وہابی، دیوبندی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجدِّد مانتے ہیں۔

چارپائی کی قیمت: ساگوان کے درخت سے ایک چارپائی بنوائی گئی، حضور علیہ الصلوۃ السلام اس پر سویا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو آپ ﷺ کا جسدِ اَطہر اسی پر رکھا گیا بعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وفات پانے پر اس پر رکھا گیا بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے شہید ہونے پر اس پر رکھا گیا، لوگ اپنے فوت ہونے والوں کو بطورِ تبرّک اسی چارپائی پر رکھا کرتے تھے۔ عہدِ بنی امیہ میں یہ چارپائی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس چھوڑے ہوئے مال میں سے فروخت ہوئی، عبد اللہ بن اسحاق نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خرید لیا۔[19]

فائدہ: یہ تھی اَسلاف رحمہم اللہ کی عقیدت، اب فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ عقیدہ صحابیوں والا چاہیے یا وہابیوں والا۔(اختیار بدستِ مختار)

انبیاء و اولیاء بالخصوص امام الانبیاء شہ ہر دوسرا محمد مصطفے ﷺ کی منسوب شئ خوب لگتی ہے، اس لیے ان کے تبرکات کو ہم شِفائے اَمراض و اُخرَوِی نِجات اور اُمورِ دِینوی کے لیے صدبرکات سمجھتے ہیں لیکن مخالفین اسے شرک و بدعت اور نامعلوم کیا کیا کہتے ہیں۔ یہ دراصل محبت کی بات ہے کہ جسے جس سے محبت ہوتی ہے، وہ اس کی ہر شے سے محبت کرتا ہے، حضرت مجنوں کا حال یہ تھا کہ لیلیٰ کے کتوں اور اس کی گلی کُوچوں غرضیکہ ہر شے سے محبت کرتا تھا، وہ تو اس کا مَجازی عشق تھا۔ ہمیں تو اپنے نبی پاک ﷺ سے محبت کا حکم ہے، آپ ﷺ کی محبت کے بغیر ایمان ناقص و نامکمل ہے، اس لیے آپ ﷺ کی ہر منسوب شے سے ہمیں محبت و عقیدت اور پیار ہے اور جسے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے متعلقات سے عقیدت و پیار نہیں۔ یقین کر لو کہ اِس کا کاسَہ (پیالہ) قَلب (دل) اِیمان سے یکسَر (بالکل) خالی ہے۔ خواہ وہ کتنا عابد و زاہد اور متقی و پرہیز گار، بڑا عالم و قاری ہے۔ اس کا اندازہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور منافقین سے کر لیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم اہلسنت نبی پاک شہ لولاک ﷺ اور جملہ محبوبانِ خدا کے تبرکات کو دارین میں وسیلۂ صدبرکات سمجھتے ہیں۔ یہی ہمارے اسلاف صالحین کا مذہب ہے۔ بے شمار تصریحات موجود ہیں، ہم یہاں پر صرف شفا شریف پر اِقتصار کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ

---

17) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى ، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل ومن إعظامه وإكباره إعظام جميع أسبابه الخ، 2/ 57، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399هـ - 1979م)

18) (التاريخ الاوسط ويليه الدعفاء الصغير، قصة قاسم بن عبد الرحمان، ص118، الحديث1102، دار الكتب العلمية، بيروت –لبنان، 2004م)

19) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ، الفصل الثامن: في الآت حروبه عليه الصلاة والسلام كدروعه وأقواسه ومنطقته وأتراسه ،5/ 96، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417هـ-1996م)

ومن العظامه واكباره صلى الله عليه وسلم اعظام جميع اسبابه وأكرام مشاهده والمكذمة من مكة والمدينة ومعاهده وَكَانَتْ فِي قَلَنْسُوَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ شَعَرَاتٌ مِنْ شَعَرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. فَسَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهُ فِي بَعْضِ حُرُوبِهِ فَشَدَّ عَلَيْهَا شَدَّةً أَنْكَرَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرَةَ مَنْ قُتِلَ فِيهَا.. فَقَالَ: لَمْ أَفْعَلْهَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةِ، بَلْ لِمَا تَضَمَّنَتْهُ مِنْ شَعَرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِئَلَّا أُسْلَبَ بَرَكَتَهَا وَتَقَعَ فِي أَيْدِي الْمُشْرِكِينَ. ورؤي ابْنُ عُمَرَ وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[20]

یعنی اور حضور علیہ السلام کی تعظیم و تکریم میں سے ہے کہ آپ ﷺ کے جمیع اَسباب و مشاہد و مکانات جیسے مکہ ،مدینہ اور آپ ﷺ کے معاہدہ کی تعظیم ضروری ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک تھے وہ ٹوپی بعض غزوات میں گر گئی، آپ رضی اللہ تعالی عنہ پر یہ بات ناگوار گزری، صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے ان پر اعتراض کیا کہ ایک ٹوپی کی خاطر جنگ میں کئی جانیں تلف(ضائع) کر دیں، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے ٹوپی کی خاطر جانیں تلف نہیں کرائیں بلکہ اس تبرک کے لیے جو ٹوپی میں ہے تاکہ وہ کفار کے ہاتھ نہ لگ جائے اور اس کی برکت جاتی رہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو دیکھا گیا کہ وہ سول اللہ ﷺ کی بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔

اقوالِ اَسلاف رحمہم اللہ تعالی:

۱۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ تمام مقامات، جہاں نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سُکونَت پذیر رہے اور ان مقامات کی توقیر (تعظیم) جہاں نبی ﷺ کی تشریف لے جانے یا نماز پڑھنے کی عادتِ کریمہ تھی اور ان تمام چیزوں کی تکریم جنہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ یا پاؤں یا پہلو سے مَس فرمایا ہو یا کسی جگہ کو یہ شہرت حاصل ہو ان سب کی تعظیم و توقیر دراصل ذاتِ نبی ﷺ کی تعظیم و توقیر ہے۔[21](شفاء وغیرہ)

۲۔ حضرت شیخ دہلوی قدس سرہ نے مدارج النبوہ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وِصال کے بعد آپ ﷺ کا ذکر، آپ ﷺ کا نام آپ ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کے حالات اور آپ ﷺ کی حدیث کے سننے کے وقت احترام و توقیر کا ملحوظ رکھنا، آپ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں ادب و احترام ہی کی طرح ہے۔[22]

۳۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی رِحلَت کے بعد آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کی تعظیم و تکریم کی مانند ہے۔[23]

---

20) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره وفيه سبعة فصول، الفصل السابع إعزاز ماله من صلة بالنبي صلى الله عليه وسلم من امكنة ومشاهد، 2/ 127، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ – 1979 م)

21) (نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض،القسم الرابع فى تصريف وجوه الأحكام فيمن تنقصه أو سبه، 6/ 445، دار الكتب العلمية بيروت، 2011م)

22) (مدارج النبوت[مُترجم]، خلیفہ وقت سے امام مالک علیہ الرحمہ کا مناظرہ، ص366تا367، شبیر برادرز، اُردو بازار، زبیدہ سینٹر، لاہور، جولائی2004ء)

23) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، مسرد الفصول والأبواب والعناوين الجانبية، الفصل الثالث، 2/ 664، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ – 1979 م)

۴۔ حضرت ابو ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہر مومن پر جب وہ نبی کا ذکر کرے یا اس کے پاس ان کا ذکر کیا جائے تو مستحب ہے کہ خُضوع وخُشوع اور باوقار ہو جائے اور اس میں ایسی ہیبت اور ایسا معمول پیدا ہو جائے جو آپ کے حضور میں ہوتا ہے۔[24]

۵۔ یہ بھی منقول ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب نبی ﷺ کا ذکر کرتے تو ان کا رنگ بدل جاتا اور ادب سے جھک جاتے[25]، مدینہ منورہ میں کسی سواری پر سوار نہ ہوتے، فرماتے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میری سواری اس سرزمین کو پامال کرے جس کے اندر نبی ﷺ مدفون ہیں۔[26]

۶۔ احمد بن فضلویہ فرماتے ہیں: میں کسی کمان کو بلا وضو نہیں چھو سکتا اس لیے کہ میں نے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ میں کمان لی ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کی طرف منسوب کنوؤں، مسجدوں اور مقامات پر جانا بھی مستحب ہے۔[27]

۷۔ ابنِ عمر رضی اللہ تعالی عنہما اپنی نماز، قیام اور گزر میں اس جگہ کی تلاش و جُستجو فرماتے، جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز ادا فرمائی یا تشریف رکھی ہو، ایک بار ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا جہاں نبی کریم ﷺ نے تشریف رکھی تھی پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا۔

۸۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے برخلاف جو روایت منقول ہے، اگر وہ صحیح ہے تو اسی بناء پر ہے کہ ان کا ذرائع مقاصد کے سدِّباب ہیں۔ یہی اصول ہیں۔ اسی طرح سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حج سے واپسی کے وقت لوگوں کو ایک مسجد کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یہ وہ مسجد ہے جس میں نبی ﷺ نے نماز ادا فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی طرح تم سے پہلے اہلِ کتاب ہلاک ہوئے، انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کو عبادت خانہ بنایا، تم میں سے جس شخص کو اس مسجد میں نماز نصیب ہو جائے وہ اس میں نماز پڑھ لے اور جسے یہ نصیب نہ ہو وہ گزر جائے۔[28]

۹۔ کرمانی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس ناگواری کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اس کا اندیشہ ہوا کہ لوگ کہیں انہیں جگہوں میں نماز کا التزام(اہتمام) نہ کر لیں، اسی طرح اہلِ عمل کے لیے بھی مناسب ہے کہ جب لوگ پوری پابندی کے ساتھ نوافل کا التزام کر لیں جس سے وجوب کا شبہ ہونے لگے تو انکو کسی کسی وقت چھوڑ دیا کریں۔"[29]

فائدہ: آثارِ نبی ﷺ کی تعظیم سے یہ بھی ہے کہ حدیث پڑھنے والا حدیث پڑھتے وقت کسی آنے والے کے احترام میں کھڑا نہ ہو، یہ خلاف ادب ہے۔ بالخصوص آنے والا اگر فاسق بدعتی ہو۔

---

24) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني (فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله عليه وسلم)، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، الفصل الثالث حرمته وتوقيره صلى الله عليه وسلم، 2/ 91، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ – 1979 م)

25) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني (فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله عليه وسلم)، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 2/ 42، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ – 1979 م)

26) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني (فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله عليه وسلم)، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، الفصل السابع إعزاز ماله من صلة بالنبي صلى الله عليه وسلم من امكنة ومشاهد، 2/ 128، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ – 1979 م)

27) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى ، فصل وَمِن إعْظَامِه وَإِكْبَارِه، 2/ 57،الدار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع ،عام النشر: 1409 هـ – 1988 م)

28) (المصنف – ابن أبي شيبة ، كتاب صلاة التطوع والإمامة، باب في الصلاة عند قبر النبي ﷺ وإتيانه، 5/ 123، الحديث 7758، دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض – السعودية، الطبعة: الأولى، 1436 هـ – 2015 م)

29) (الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، 4/ 150، دار إحياء التراث العربي، بيروت–لبنان، طبعة أولى: 1356هـ – 1937م)

۱۰۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہی کو یہ شرف حاصل رہا کہ وہ اس وقت بھی حدیث بیان فرماتے رہے جب بچھو نے انہیں سترہ بار ڈنگ مارا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ صبر وضبط فرماتے رہے۔ جنبش تک نہیں کی اور نبی کریم ﷺ کے ادب و تعظیم کے پیشِ نظر حدیث کا سلسلہ نہ توڑا۔[30]

۱۱۔ عبد الرحمن بن مہدی جب حدیث پڑھتے تو خاموشی کا حکم دیتے لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوتِ النَّبِي (الحجرات:2) [یعنی تم نبی ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔][31]

۱۲۔ تعظیمِ آثارِ مقدّسہ کی قسم سے ترمذی کی یہ روایت بھی ہے حضرت کبشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا، میں مشک کے منہ کی طرف بڑھی اور اس کا منہ کاٹ لیا۔[32]

فائدہ: محدثین اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ کبشہ رضی اللہ تعالی عنہ کے منہ کاٹنے کا مقصد یہ تھا کہ اس سے برکت حاصل کریں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے کا دہن مبارک اس حصہ سے لگ گیا تھا۔

۱۳۔ بخاری نے ابنِ سیرین سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عبیدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک موئے مبارک ہے، یہ ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ یا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر والوں سے دستیاب ہوا ہے، انہوں (عبیدہ) نے فرمایا کہ میرے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک موئے مبارک ہونا، میرے نزدیک دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔[33]

۱۴۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کی ٹوپی میں نبی کریم ﷺ کے چند موہائے مبارک تھے، ضائع ہونے کے اندیشے سے وہ ان کی نگہداشت (حفاظت) فرماتے اور برکت کے لیے وہ ان کا پورا اہتمام کرتے۔[34]

۱۵۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس نبی کریم ﷺ کا ایک جُبّہ شریف تھا وہ اسے مریضوں کے لیے دھوتیں اور اس کا غُسالہ (بچا ہوا پانی) مریضوں کو برائے شفاء استعمال کراتیں اور ان کو شفاء ملتی۔[35]

۱۶۔ حضرت اُمِّ عمّارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نبی کریم ﷺ کے چند موئے مبارک تھے وہ انہیں دھوتی اور ان کا غُسالہ مریضوں کو پلاتیں مریض شفایاب ہو جاتے۔[36]

---

30) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني (فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله عليه وسلم)، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 2/ 46، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ – 1979 م)

31) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني (فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله عليه وسلم)، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 2/ 43، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399 هـ – 1979 م)

32) (سنن الترمذي، كتاب الأشربة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الرخصة في ذلك، 4/ 270، الحديث: 1892، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان)

33) (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان، 1/ 75، الحديث168، دار ابن كثير،سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

34) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى ، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل ومن إعظامه وإكباره إعظام جميع أسبابه الخ، 2/ 57، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399هـ – 1979م)

35) (مشكاة المصابيح، كتاب اللباس ، الفصل الأول، 2/ 1242، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة: 1985م)

36) (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن از مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ مبارک کی تعظیم اور اُن کی اہانت کرنے والے کا حکم، ص80، صفہ پبلی کیشنز، اسماعیل سنٹر، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار، لاہور)

۱۷۔ حضرتُ عمر بن عَبد العَزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبیِّ کریم ﷺ کے تَرکہ کی بعض چیزیں موجود تھیں۔ ان میں دو موزے، ایک خُم دار (گول کنارے والی) چادر اور تَرکش (تیروں کا غلاف) وغیرہ تھے۔ وہ ان کی پورے اہتمام کے ساتھ نِگہداشت فرماتے، اور روزانہ ان کی ایک بار زیارت کرتے۔ اور جب کوئی مُقتَدِر (باثر) شخص ان کی خدمت میں آتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو وہاں لے جاتے، جہاں یہ تَبرکات تھیں، اور فرماتے: "یہ اُس ذات کی میراث ہے جس کے سبب اللہُ تعالیٰ نے تمہیں عِزّت وتکریم سے نوازا ہے۔"[37]

بابِ اوّل: [دلائل]

حجرِ مکہ عظیمہ: آثارِ مقدّسہ کی تعظیم سے ایک، پتھر کا چھونا بھی ہے، جو مکہ مکرمہ کی گلی زقاق البحر میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے راستے میں واقع ہے، یہ پتھر ایک دیوار میں لگا ہوا، اس کی لوگ زیارت کرتے ہیں اور اس کے چھونے سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

پتھر کا سلام: ابن حجرِ مکی شافعی نے فرمایا ہے کہ اہلِ مکہ سے بتسلسل (تواتر کے ساتھ) منقول ہے کہ یہ پتھر وہ ہے جو نبوت سے قبل (پہلے) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کیا کرتا تھا۔

اس پتھر کے اوپر دو اَشعار لکھے ہوئے ہیں۔

أَنَا الْحَجَرُ الْمُسَلِّمُ كُلَّ حِينٍ ... عَلَى خَيْرِ الْوَرَى، فَلِيَ الْبِشَارَةُ

یعنی میں وہ پتھر ہوں جو ہر وقت مخلوق کے سب سے افضل (محمد ﷺ) پر سلام عرض کرتا رہتا ہوں، اس وجہ سے میرے لیے مژدہ (خوشخبری) ہے۔

وَنِلْتُ فَضِيلَةً مِنْ ذِي الْمَعَانِي ... خُصِّصْتُ بِهَا، وَأَنِّي مِنَ الْحِجَارَةِ[38]

یعنی اور میں نے بلندیوں والے سے ایسی فضیلت پائی ہے جو صرف میرا حصہ ہے حالانکہ میں ایک پتھر ہوں۔

اسی گلی میں اس پتھر کے سامنے کہنی شریف کا نشان ہے۔ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر تشریف لائے اور اس دیوار پر ٹیک لگائی اور دوبار ابو بکر کہہ کر آواز دی۔

فائدہ: نجدی کی نحوست نے اس پتھر مبارک کا نام ونشان تک ختم کرڈالا۔ (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.)

معجزہ نمبر ۱: علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے "شفاء" کی شرح میں مواہب لدنیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ چٹان پر چلتے تو ان کے قدم مبارک اس میں دھنس جاتے، یہ حقیقت مشہور اور زمانۂ جدید و قدیم دونوں میں زبانِ زَد عام و خاص رہی ہے اور شُعَراء (شاعر حضرات) نے اپنے قصیدوں میں اور بُلَغاء (فصیح وبلیغ لوگوں) نے اپنی عبارتوں میں اسے بیان کیا ہے۔[39]

---

37) (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن از مولانا عبد الحلیم فرہنگی محلی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ مبارک کی تعظیم اور اُن کی اہانت کرنے والے کا حکم، ص 80، صفہ پبلی کیشنز، اسماعیل سنٹر، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار، لاہور)

38) (مرآة مكة، الوجهة السابعة تشتمل على ثلاث صور تعرف الأماكن المقدسة والمساجد القديمة والجبال التى فى مكة المكرمة كما تبين أوقات الدعاء وساعاته.، الصورة الأولى تذكر وتعرف الأماكن المقدسة والمواقع الميمونة، المواقع التى اتفق العلماء على أن الدعاء يستجاب فيها، الأثر التاسع عشر: الحجر المتكلم، 2/ 870، دار الآفاق العربية، القاهرة، الطبعة: الأولى، 1424 هـ - 2004 م)

39) (نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض، 3/ 96، مطبعه عثمانيه، الطبعة: 1894 م)

دلیل نمبر ۱: حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے نشانِ قدم کا مُصلّیٰ کے پتھر پر باقی رہنا، اوپر کی روایت کی تائید کر رہا ہے۔ (یعنی وہ پتھر جو مقام ابراہیم میں کعبہ شریف میں ہے۔)

دلیل نمبر ۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر پر مارنا اور ضرب کے اثر کا باقی رہنے کا معجزہ بھی پتھر کے نشانِ قدم یا پتھر میں پاؤں دھنسنے کی پوری تائید کر رہا ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے: "جب حضرت موسیٰ علیہ السلام غسل کرنے کے لیے پانی میں اُترے تو جس پتھر پر آپ علیہ السلام نے اپنے کپڑے رکھے تھے وہ آپ کے کپڑے لے کر فرار ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عالمِ جلال (جلال کی کیفیت) میں اس پتھر پر چھ یا سات ضرب لگائی جس کا اثر باقی رہ گیا تھا۔"[40]

قاعدہ: یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ہر شی کا ہر معجزہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی ملا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اور برتر۔

ازالہ وہم: زُرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزے کے مثل جو معجزے ثابت ہیں، یہ ضروری نہیں کہ وہ انہیں معجزے کی جنس سے ہوں، غیر جنس سے بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس سے اَعلیٰ (برتر) یا مُساوی (برابر) ہوں۔ علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ تصریح ان لوگوں کے خیال کے مُنافی (خلاف) نہیں، جو دیگر انبیاء کرام علیم السلام کے مثل معجزے ہمارے نبی کریم ﷺ کے لیے تسلیم نہیں کرتے۔[41]

معجزہ ۲۔ ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ حلیمہ سعدیہ کے صاحبزادے ضَمُرَہ نے ان (حلیمہ سعدیہ) سے کہا: میرے حجازی بھائی محمد (ﷺ) جب اپنے قدموں پر خشک وادی میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو وہ اسی لمحہ اور اسی وقت سر سبز و شاداب ہو جاتی ہے اور جب چٹانوں پر چلتے ہیں تو اسکے قدم چٹانوں میں اس طرح دھنس جاتے ہیں جیسے گوندھے ہوئے آئے ہیں۔[42]

توہّم اور اس کا ازالہ: علامہ رکن الدین شامی نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے کہ امام برہان الدین ناجی دمشقی نے اس کا انکار کیا ہے اور شیخ جلال الدین سُیوطی نے بھی اپنے فتاوی میں مندرجہ بالا روایت کے عدمِ ثبوت (ثبوت نہ ہونے) کا یقین ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں اس روایت کی اصل سند سے واقف نہیں اور نہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ روایت دیکھی ہے۔ ان کے شاگرد ابن علقمی "الجامع الصغیر" کی شرح میں انہیں کے نقشِ قدم پر چلتے نظر آتے ہیں اور ان کے معاصرین (ہم عصر) علماء میں شیخ صالح محدّث احمد متولی "الجامع الصغیر" کے شارح نے ان کا تعاقُب کیا ہے، وہ کہتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ سیوطی نے "خصائص صغری" میں خود لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس چٹان پر چل دیئے اپنے نشانِ قدم چھوڑ دیئے۔

اور حضرت شیخ دہلوی "مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں: و میگویند که سنگ و آهن نرم کرده می شود برائے انبیاء و درمکه معظمه درکوهے که آنحضرت وقتی گوسفند چرا میکرد اثر قدمین شریفین می گوینه والله اعلم

---

40) (صحيح البخاري، كتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا وحده في الخلوة ومن تستر فالتستر أفضل، 1/ 107، الحديث274، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

41) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية،المقصد الرابع: في معجزاته –صلى الله عليه وسلم– الدالة على ثبوت نبوته حنين الجذع شوقا إليه "صلى الله عليه وسلم"، 6/ 526، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1996 م)

42) (التفسير المظهري، النور: 35، 6/ 528، مكتبة الرشدية – الباكستان، الطبعة: 1412 هـ)

یعنی اور لوگ کہتے ہیں کہ پتھر اور لوہا، انبیاء علیہم السلام کے لیے نرم کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مکہ مکرمہ کے جس پہاڑ میں نبی کریم ﷺ ایک وقت بکریاں چرار ہے تھے، اس وقت کے قدمین شریفین کے نشان لوگ بتاتے ہیں۔ وَاللہُ أَعْلَمُ.

شہاب الدین خفاجی نے شفاء کی شرح میں لکھا ہے کہ سیوطی نے اس معجزہ کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ ان مخصوص جگہوں کے سلسلے میں جو منقول ہے ان کا انکار کیا ہے، یعنی امام سیوطی کا خیال ہے کہ لوگوں نے جن جگہوں کے ساتھ معجزہ کا انتساب (تعلق) کیا ہے، اس کا ثبوت نہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی سواری کے کھر کا نشان اور حضور ﷺ کی کہنی کا نشان ہے وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ: امام رازی نے "تفسیر کبیر" میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ مقامِ ابراہیم چند معجزوں کا پیکر ہے، اس طرح کہ ٹھوس پتھر پر قدم کا نشان ایک معجزہ ہے اور قدم کا ٹخنوں تک دھنس جانا، دوسرا معجزہ ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے صرف اس معجزہ کا معجزہ جاوید (باقی) ہونا، تیسرا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاص معجزہ ہے اور پتھر کے بعض ہی حصے کا نرم ہونا، چوتھا معجزہ ہے، اور اس کی ہزاروں سال تک حفاظت یہود و نصاری اور مشرکین و ملحدین کے کثیر دشمنوں کے باوجود یہ پانچواں معجزہ ہے، جس سے واضح ہو گیا کہ مقام ابراہیم بذاتِ خود بہت سے معجزے ہیں، بلاشبہ یہ تفصیل اس کی رہنمائی کرتی ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس معجزے کا باقی رہنا یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک خاص معجزہ ہے لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ ٹھوس پتھر پر قدم کے نشان کا ہونا اور اس کا پتھر میں ٹخنوں تک دھنس جانا اور اس کے بعض ہی حصہ کا نرم ہونا یہ خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ ہے، اور اسطرح کا معجزہ کسی نبی سے صادر ہی نہ ہوا، کون نہیں جانتا کہ حضرت داود علیہ السلام کے لیے لوہا اور پتھر موم تھے، ہمارے نبی کریم ﷺ سے بھی اس طرح کے متعدد معجزے رونما ہوئے ہیں، جن کا ذکرِ خیر آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

بابِ دوم: [معجزات قدم شریف]

معجزہ قدم مبارک سے پہلے نذرانۂ عقیدت پڑھیے

سنگ موم ہوتا ہے دیکھ کر قدم تیرا *** سب کے جی میں کرتا ہے اپنا گھر قدم تیرا

رتبے سب کے ہیں اعلی پر کسی پیمبر کا *** عرش تک نہیں پہنچا ہاں قدم تیرا

اپنی جان مٹاوں گا خاک میں ملاؤں گا *** پر کہیں نہ جاؤں گا چھوڑ کر قدم تیرا

بخت ان کے ہیں یاور سوتے ہیں تاجو محشر *** اپنے شوق سے لے کر سینے پر قدم تیرا

کیا حظ اٹھاتے ہیں وہ جو روز جاتے تھے *** آنکھوں سے لگاتے تھے ہر سحر قدم تیرا

پاؤں غوث اعظم کے سروں پر عالم کے *** تھا جو اس مکرم کے دوش پر قدم تیرا

(معجزہ نمبر ۱): نقشِ قدم شریف:

حضور سرور کونین ﷺ کی ہر شے معجزہ ہے۔ آپ ﷺ پتھروں پر چلتے تو نرم ہو جاتے، یعنی ان پر نقشِ پا باقی رہتا۔ ایسے ہی ریت پر چلتے تو اتنا سخت ہو جاتی کہ اس پر نقشِ پاک کا نشان باقی رہ جاتا، جو نہی یہ نقوش والے پتھر باقیوں نے دیکھے انہیں تبرک بلکہ نجات کا سامان بنایا۔

(دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ص۳۱۵/۳۱۶/۳۱۷)

(معجزہ نمبر ۲): قدم شریف: حضور سرورِ عالم، نور مجسم ﷺ سے جو معجزات عام طور پر منسوب کیے جاتے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کسی چٹان پر چلتے تھے تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کا نشان پتھر پر رہ جاتا تھا۔[43] اس معجزے کا ذکر بالعموم آپ کے دیگر معجزات کے ساتھ کیا جاتا ہے مثالاً آپ کا سایہ نہیں پڑتا تھا، اگر آپ کا موئے مبارک آگ میں ڈالا جاتا تو وہ جلتا نہیں تھا، آپ کے لباس پر مکھیاں نہیں بیٹھتی تھیں، وغیرہ۔

(رواہ البیہقی عن ابی ہریرۃ وابن عساکر عن ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ تعالی عنہ) (سیرہ حلیہ، صفحہ ۴۰۷، جلد ۳، مطبوعہ ۱۲۹۱ھ شرح قصیدہ بمنزلہ، لاین، شعر نمبر: ۱۷۶)

فائدہ: یہ آپ ﷺ کی اعلیٰ درجہ کی نفاست کے علاوہ آپ ﷺ کی نورانیت کی بھی دلیل ہے۔

(معجزہ نمبر ۳) نعلین بے سایہ: ریت پر حضور سرور کائنات ﷺ کے نعلین مبارک کے نشان نہیں بنتے تھے۔ (حوالہ آتا ہے)

فائدہ: اس میں شان محبوبی کا اظہار یوں ہے کہ ریت میں چلنے پر ریت میں پاؤں گھس جانے سے چلنے والے کو تکلیف محسوس ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے حبیب اکرم ﷺ کے لیے ریت کو پتھر کی طرح بہا دیا تاکہ آپ ﷺ کو چلنے میں تکلیف محسوس نہ ہو، اس طرح دو معجزے ہوئے ریت پر قدم کا نشان نہ ہونا، اور ریت پتھر کی مانند ہو جانا آپ ﷺ کا معجزہ یہ بھی ہے کہ ریت کا پتھر ہو جانے کے بعد شکل وصورت سے نہ بدلنا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ: نبیِّ پاک، شہِ لولاک ﷺ کی ذات کا پہلو عام بَشَروں سے اِسی لیے نِرالا (خاص) ہے تاکہ کوئی بدبَخت آپ ﷺ کو اپنے جیسا نہ سمجھے۔ اِن کوائف (حقائق، خصوصیات) کے پیشِ نظر اہلِ سُنّت کہتے ہیں کہ حضور سَرورِ عالم ﷺ نُوری بَشَر ہیں۔ لیکن جِن کَم بختوں کے سَر پر یہ بُھوت سوار ہے کہ آپ ﷺ ہمارے جیسے بَشَر ہیں، صرف نُبوّت کا فَرق ہے کہ وہ نَبی ہیں اور ہم نَبی نہیں۔ اِسی لیے وہ ایسے مُعجِزات کے نہ صِرف مُنکِر ہیں بلکہ اُنہیں سَنَدات (سندوں) کی آڑ میں موضوع (گھڑی ہوئی) یا ضَعیف (کمزور) کہنے کے عادی مُجرِم بن گئے۔ بلکہ اِس سے بڑھ کر یہ بھی جُرأت کر جاتے ہیں کہ حضور علیہ السّلام کے یہ کوائف مان لیے جائیں تو آپ ﷺ کو مافَوقُ البَشَر (انسان سے بلند وبرتر) ماننا ہو گا یا بَشَریت کا اِنکار کرنا ہو گا۔ یہ اُن کے صِرف توہُمات (باطل خیالات) ہیں۔

معجزہ ۴: ایک دفعہ قریش اکٹھے ہو کر اپنے معروف (مشہور) نجومی کے پاس گئے اور اسے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک کا پاؤں دیکھ کر بتاؤ کہ کسی کا پاؤں مقامِ ابراہیم کے مشابہ ہے؟ اس نے کہا کہ زمین کو اچھی طرح صاف کرو تاکہ اس پر کوئی نشان نہ رہے، اس کے بعد تم سب باری باری میرے سامنے چلو، میں تمہارے قدموں کے نشانات دیکھ کر فیصلہ دوں گا تمام قریش چلے اور اس نے انکے نشانات دیکھے ان میں حضور علیہ السلام بھی تھے۔

فَأَبْصَرَتْ أَثَرَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: «هَذَا أَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِهِ». [44]

یعنی اس نے جب حضور علیہ السلام کے مبارک قدموں کے آثار دیکھے تو پکار اُٹھا، یہ پاؤں ان کے مشابہ ہیں۔

اس کے تقریباً بیس سال کے بعد آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۶۸۶)

تبصرہ اویسی غفرلہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا یہ اعزاز ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

---

43) (السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب: وفاة أمه صلى الله عليه وسلم وحضانة أم أيمن له وكفالة جده عبد المطلب له، 5/ 151، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الثانية – 1427هـ)

(مدارج النبوت، قدم مبارک، 1/ 35 تا 36، شبیر برادرز، اردو بازار، زبیدہ سینٹر، لاہور، جولائی 2004ء)

44) (حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، قدمه شريف صلي الله عليه وسلم، ص 489، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، 2015 م)

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (پ۱،البقرہ،آیت۱۲۵) **ترجمہ**:اور ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

اب حال یہ ہے کہ طَوافِ کَعبہ کے بعد اُس کے سامنے دو گانہ (دو رَکعت نماز) پڑھنے کا حکم ہے، اور دراصل یہ آرزو حضرتِ عُمر رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ نے پیش کی۔ یہ اعزاز طُفیلی (ضمنی، عارضی) ہے، اصل اعزاز ہمارے نبیِّ پاک ﷺ کا ہے۔ لیکن افسوس برادری پر کہ طُفیلی اعزاز کو کَعبۂ مُعَظَّمہ کے سامنے ایک چھوٹا سا قُبّہ بنا کر محفوظ کیا گیا، اور اصلی اعزاز والے قَدَمِ مبارَک کا جہاں نام سُنتے ہیں تو اُس کے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں، اور اُس کی زیارت کا نام شِرک و بِدعَت رکھتے ہیں۔

حوالہ معجزہ ۱: حضرت علامہ عبد الباقی المعروف امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح المواہب میں لکھتے ہیں:

أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا مَشَى فِي الصَّخْرِ، غَاصَتْ قَدَمَاهُ فِيهِ وَأَثَّرَتْ فِيهِ، كَمَا هُوَ مَشْهُورٌ قَدِيمًا وَحَدِيثًا عَلَى الْأَلْسِنَةِ. (45)

یعنی حضور علیہ السلام کی مدح کرنے والے متقدمین و متاخرین میں یہ مشہور ہے کہ آپ ﷺ جب کسی پتھر پر قدم رکھتے تو وہ نرم ہو جاتا اور اس میں قدم مبارک کا نشان نظر آتا۔ (زرقانی، صفحہ۲۲۸، ج۴)

فائدہ: امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس اور مصر میں ایسے پتھر موجود ہیں جن پر آپ ﷺ کے مبارک قدم کا نشان ہے۔

وَالنَّاسُ تَتَبَرَّكُ بِهِ، وَتَزُورُهُ، وَتُعَظِّمُهُ. (46) یعنی اور لوگ ان سے برکت حاصل کرتے ہیں اور ان کی زیارت و تعظیم کرتے ہیں۔ (الریاض)

امام نبہانی رقمطراز ہیں کہ بعض اوقات آپ ﷺ ریت پر چلتے تو قدموں کے نشان محسوس تک نہ ہوتے تھے۔(47) (حجۃ اللہ علی العالمین للنبہانی، ص۴۵۲)

یعنی سخت پتھر نرم ہو جاتے اور نرم زمین مُعتَدِل (برابر) ہو جاتی تاکہ حبیب کریم ﷺ کو چلتے ہوئے تکلیف نہ ہو۔

معجزہ ۵: باتفاق جملہ اہلِ اسلام مسجد الحرام کے بعد مسجدِ نبوی تمام مسجدوں سے افضل ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں آپ ﷺ کا قدم اس جگہ پر بار بار آیا تو وہ جگہ جہاں آپ ﷺ کے مبارک قدم کثرت کے ساتھ لگے وہ جنت کہلایا آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. (48) یعنی میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے، یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے قدم مبارک جنّت گر ہیں۔

---

45) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، تابع المقصد الرابع: في معجزاته صلى الله عليه وسلم الدالة على ثبوت نبوته الفصل الرابع: ما أختص به صلى الله عليه وسلم من الفضائل والكرامات، 7/ 194، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1996 م)

46) (حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، تأثير قدميه ﷺ في الصخر وعدم تأثيرهما في الرمل ، ص325، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة الأولي: 1417هـ 1996 م)

47) (حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، تأثير قدميه ﷺ في الصخر وعدم تأثيرهما في الرمل ، ص325، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة الأولي: 1417هـ 1996 م)

48) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي، الفصل السادس في فضل المنبر المنيف، والروضة الشريفة، 2/ 30 ، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى – 1419)

(جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي ، ص200، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

معجزہ نمبر ۶: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي.[49] یعنی میرے منبر کے نیچے میرا حوضِ کوثر ہے۔

نکتہ: جس جگہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مبارک قدم لگے، وہاں آبِ زم زم کا چشمہ جاری ہوا اور جس جگہ محبوبِ خدا ﷺ کے قدم مبارک پڑے وہاں سے حوضِ کوثر کا دریا جاری ہو گا، جس سے روزِ قیامت تمام جنتی سیر اب ہوں گے۔ اس نفیس (عمدہ) بحث کے لیے فقیر کے رسالہ "آبِ زم زم افضل ہے یا آبِ کوثر" کا مطالعہ کیجئے۔

فائدہ: اس پر جملہ اہلِ اسلام متفق (اتفاق کرتے) ہیں کہ آبِ زم زم سے آبِ کوثر افضل ہے اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے آبِ کوثر سے وہ پانی افضل ہے جو انگشتانِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے نکلا۔

معجزہ ۷: یثرب سے دار الشفاء: مدینہ طیبہ کا سابق نام یثرب تھا یعنی بیماریوں کا مرکز تھا، یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان اس کی طرف ہجرت کر کے گئے تو کفارِ قریش خوش ہوئے کہ یہ خود بخود وہاں بیماریوں کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے، صحابہ نے یہ معاملہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب یہ یثرب نہیں بلکہ یہ مدینہ الرسول ہے گویا اب بیماریوں کا مرکز نہیں بلکہ شفاء کا مرکز ہے، آخر اس تبدیلی کا سبب کیا ہے؟ تو اس کا جواب فقط یہ ہے کہ اس سرزمین کو آپ ﷺ کے قدم چومنے کا شرف مل گیا جس کی وجہ سے یہ سرزمین رشکِ عرش بن گئی۔

فائدہ: یثرب سے طیبہ خوشبوؤں کا مرکز کیسے بنا اس کی تفصیل فقیر کی کتاب "محبوبِ مدینہ" کا مطالعہ کیجئے۔

معجزہ ۸: دریا بہا دیئے: حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ مقام ذی الفجار میں تھے۔ (یہ مقام عرفات سے تین میل کے فاصلہ پر ہے) ابو طالب کو سخت پیاس لگی کوشش بسیار (بہت کوشش کرنے) کے باوجود پانی نہ ملا جب آپ ﷺ نے ان کی پیاس کی شدّت کو محسوس فرمایا، وَضَرَبَ الْأَرْضَ بِقَدَمِهِ، فَإِذَا بِالْمَاءِ، فَقَالَ: «اشْرَبْ يَا عَمُّ».[50]

یعنی تو آپ ﷺ نے زمین پر قدم سے ایک ضرب لگائی تو اس سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے چچا خوب سیر ہو کر پی لو۔

جب اس نے پانی پی لیا تو آپ ﷺ نے اسی جگہ قدم رکھا تو پانی بند ہو گیا۔ (زرقانی علی المواہب، ج ۷)

معجزہ ۹: ابنِ سعد و حبیب و ابنِ عساکر، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے ایک مرتبہ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ مقام ذی الفجار پر تبلیغ کے سلسلے میں تشریف لے گئے ابو طالب کو پریشانی اور سخت پیاس محسوس ہوئی، اور انہوں نے خدمتِ اقدس میں تشنگی (پیاس) کی شکایت کی، حضور علیہ السلام نے یہ سُن کر فرمایا:

---

49) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بأمور مسجدها الأعظم النبوي، الفصل السادس في فضل المنبر المنيف، والروضة الشريفة، 2/ 30 ، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى – 1419)

(جذب القلوب إلي ديار المحبوب للشيخ عبد الحق محدث دهلوي ، ص200، در مطبع كلكة، هند، 1263هـ)

50) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، تابع المقصد الرابع: في معجزاته صلى الله عليه وسلم الدالة على ثبوت نبوته، تفجر الماء ببركته وابتعاثه بمسه ودعوته صلى الله عليه وسلم، 7/ 39، دار الكتب العلمية، بيروت –لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ – 1996م)

فَأَهْوَى بِعَقِبِهِ إِلَى الْأَرْضِ، وَفِي رِوَايَةٍ: إِلَى صَخْرَةٍ، فَرَكَضَهَا بِرِجْلِهِ، وَقَالَ شَيْئًا، فَإِذَا أَنَا بِالْمَاءِ، لَمْ أَرَ مِثْلَهُ، فَقَالَ: «اشْرَبْ»، فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوِيتُ، فَقَالَ: «أَرَوِيتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، فَرَكَضَهَا ثَانِيَةً، فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ. [51](خصائص،ج۲)

یعنی ایک پتھر کو ایڑی لگائی(ابو طالب کہتے ہیں) پس ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا چشمہ جاری ہو گیا ایسا چشمہ میری آنکھوں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا میں خوب سیر ہو کر پانی پیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا، سیر ہو گئے؟ میں نے کہا: ہو گیا۔ پھر آپ نے دوسری بار ایڑی لگائی اور پانی بند ہو گیا۔

باب ۳: [مقاماتِ قدمِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

جیسا کہ فقیر اویسی غفرلہ نے مقدمۂ رسالۂ ھذا میں لکھا ہے کہ عُشّاق تو صرف نقشِ قدم پر جانیں قربان کرتے ہیں، لیکن منافقین کے وارثین اس میں درجنوں شُبہات کھڑے کرتے ہیں فقیر اس باب میں قدمِ اقدس کا تفصیل و تشریح عرض کرتا ہے۔

یہ مقامات "دمشق و شام" کے علاوہ ہیں۔ اس کی تفصیل فقیر کے سفر نامہ "شام و عراق" میں ہے۔ ہاں اس کا نقشہ رسالۂ ھذا(اس رسالہ) کے آخر میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

قدم کے نشانات کہاں کہاں؟ دنیائے اسلام کے مختلف حصوں میں رسول اللہ ﷺ کے ایک یا دونوں پاؤں کے نقوش موجود ہیں، جن کا احترام کیا جاتا ہے، ان نقوشِ قدیم میں مشہور وہ ہے جو بیت المقدس کی مسجد الاقصیٰ میں اس مقام پر موجود ہے جہاں سے آنحضرت ﷺ آسماں پر جانے کے لیے بُراق پر سوار ہوئے شہر کے جنوبی درازے کے قریب حوران کو جانے والی سڑک پر ایک مسجد میں آنحضرت ﷺ کے پائے مبارک کا ایک نقش موجود ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہاں آپ ﷺ نے اونٹ سے اترتے وقت ایک ہی پاؤں زمین پر رکھا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام وحی لائے کہ ارشادِ الٰہی عزوجل ہے کہ آپ(ﷺ) اس دنیا کی جنّت اور عُقبیٰ (آخرت) کی جنّت کے درمیان کسی ایک کا انتخاب فرمالیں، اس پر آپ ﷺ نے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔

قاہرہ، مصر میں: قاہرہ میں پائے مبارک کے دو نشان ہیں، ایک اس مسجد میں جو آثار النبی کے نام سے مشہور ہے دوسرا قایتبای[52] کے مقبرے(جس کی لوگ زیارت کرتے ہیں)(صفحہ نمبر ا، شفاء شریف وحجۃ اللہ للنبھانی) میں جس نے بقول مفتی دحلان اسے زائد ۶۶ لاکھ روپے میں خریدا تھا۔ طفلتہ میں سید احمد البدوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آنحضرت ﷺ کے دونوں پاؤں کے نشانات موجود ہیں۔[53]

اسی طرح جس مسجد میں(قسطنطنیہ میں) جہاں سلطان عبد الحمید اول مدفون ہیں وہاں بھی پائے مبارک کے نشان ہیں۔

---

51) (السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب: وفاة عبد المطلب وكفالة عمه أبي طالب له صلى الله عليه وسلم، 1/ 170، دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة: الثانية – 1427هـ)

الخصائص الکبری کی عبارت اس طرح ہے: فَأَهْوَى بِعَقِبِهِ إِلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا بِالْمَاءِ، فَقَالَ: «اشْرَبْ يَا عَمُّ»، قَالَ: فَشَرِبْتُ. (الخصائص الكبرى، 1/ 207، دار الكتب العلمية – بيروت)

52) سلطان الاشرف سیف الدین قایتبای برجی مملوک سلطنت کے سب سے طاقتور اور کامیاب ترین حکمرانوں میں سے ایک تھے۔ انہوں نے 1468ء سے 1496ء تک تقریباً 29 سال مصر، شام اور حجاز (مکہ و مدینہ) پر حکومت کی۔(ن اُویسی)

53) (حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، تأثير قدميه ﷺ في الصخر وعدم تأثيرهما في الرمل ، ص325، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة الأولي: 1417هـ 1996 م)

ہندوپاک: برصغیر پاکستان وہند میں جہاں رسول اللہ ﷺ کے نقوشِ قدم سے عقیدت واِرادت انتہاتک پہنچی ہوئی نظر آتی ہے اس قسم کی سلیں ملک بھر میں پائی جاتی ہیں کبھی تو یہ سلیں ان عمارتوں میں ملتی ہیں جو صرف انہیں کے لیے تعمیر ہوئیں (مثلاً جو گوڑ میں ہے اس میں قدمِ رسول ﷺ کا نقش موجود ہے) یا یہ دوسرے تبرکات کے ساتھ رکھی جاتی ہیں (جیسے جامع مسجد دہلی میں) یا پھر یونہی بے غوری کی حالت میں کسی قبرستان کے ایک گوشے میں رکھ دی جاتی ہیں جیسے علی گڑھ کے نزدیک قبرستان شاہ جمال میں یا پھر کسی شخص کی نجی تحویل (قبضے) میں اس کے گھر میں حفاظت سے رکھی ہوئی ملتی ہیں۔ عموماً ان پر صورت ایک ہی پاؤں کا نشان ہوتا ہے۔ لیکن بلاسُوَر (اڑیسہ) میں قدمِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمارت میں جو سِل ہے، اس پر آپ ﷺ کے دونوں پاؤں کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قدموں کے نقوش بھی موجود ہیں۔

ان میں سب سے زیادہ مُتبرّک وہ نقشِ قدم سمجھا جاتا ہے جو فیروز شاہ تغلق کے بیٹے فتح خان کی قبر پر رکھا ہوا ہے۔ اس بادشاہ نے ۷۶۰ھ ہی میں اپنے بیٹے کو شریکِ حکومت کر لیا تھا۔ اور ۷۶۱ھ میں فتح خان کی وفات سے اسے بے انتہا رنج واَلم برداشت کرنا پڑا۔ اس نے اپنے بیٹے کی قبر پر ایک شاہانہ مقبرہ تعمیر کر لیا اور اس سے مُلحَق (متصل) ایک مسجد اور مدرسہ بھی بنا ہوا یا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نقشِ قدم سلسلۂ چشتیہ سہروردیہ کے جلیل القدر ولی جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ سے لائے تھے۔ اسے ہمیشہ پانی میں ڈبوئے رکھتے ہیں اور لوگوں کا اعتقاد ہے کہ اس پانی میں شفا دینے کی خاصیّت موجود ہے۔ یہاں ہر سال ربیع الاول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ میلاد پر عُرس منعقد ہوتا ہے۔

اُچ شریف: اُچ میں، جہاں تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک مجموعہ موجود ہے، بندگی محمد غوث (م ۹۲۳ھ) کی خانقاہ، جو حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے تھے ایک نقش قدم بھی موجود ہے۔

گوڑ: کہا جاتا ہے کہ گوڑ کی مسجد قدمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم کی جو سِل موجود ہے، اسے بنگال کا بادشاہ علاء الدین حسین شاہ (۱۴۹۴ء تا ۱۵۲۱ء) مدینے سے لایا تھا۔ یہ سِل جس نفیس مسجد میں رکھی گئی ہے، اسے اس کے بیٹے اور جانشین نُصرت شاہ علاء الدین حسین شاہ (۱۴۹۴ء تا ۱۵۶۱ء) مدینے سے لایا تھا۔ یہ سِل جس نفیس مسجد میں رکھی گئی ہے، اسے اس کے بیٹے اور جانشین نُصرت شاہ نے ۱۵۳۰ء میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کے پچاس سال بعد ۱۵۷۹ء میں میر ابوتراب، جسے اکبر نے قافلۂ حجاج کا سالار مقرر کیا تھا، مکہ معظمہ سے واپسی پر ایک پتھر لایا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دائیں پاؤں کا نشان بنا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے برعکس مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو پتھر فیروز شاہ کے پاس لائے تھے، اس پر بائیں پاؤں کا نشان بھی تھا۔ اس مقدّس تبرک کے استقبال کیلئے اکبر بہ نفسِ نفیس آگرے سے کئی میل دُور پیدل چل کر گیا اور اسے اپنے شانے پر اٹھا کر سو قدم چلا۔ بعد ازاں اس کے اُمراء اور درباریوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور اسے بڑے تزک واحتشام اور تکلف سے شہر میں لائے۔ اگلے سال جب میر ابوتراب گجرات میں اپنے وطن کو لوٹنے لگا تو اس نے اکبر سے اس نقشِ قدم کو اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت حاصل کر لی۔ اس نے احمد آباد کے قریب اساول[54] کے مقام پر اس سِل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مبارک بالوں کیلئے جنہیں وہ مکے سے لایا تھا، درگاہ کے طور پر ایک عمارت تعمیر کی۔ اس کے انتقال پر یہ سِل اس کی قبر پر رکھ دی گئی، جو آج کل شہر احمد آباد کے جنوب میں واقع ہے لیکن وہ سِل اب موجود نہیں کیونکہ (کہا جاتا ہے کہ) اسے کھنبایت[55] میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

---

54) اساول (جسے انگریزی تاریخی کتب میں Ashaval یا Ashapalli لکھا جاتا ہے) موجودہ شہر احمد آباد کا قدیم ترین تاریخی وجغرافیائی نام ہے۔ (ن اُویسی)

55) بوا (Buwa) احمد آباد میں رسول آباد (موجودہ شاہ عالم چوک) کے قریب واقع ایک قدیم قصباتی مقام یا محلہ ہے، جسے گجراتی اور پرانی اردو (دکنی) کی تاریخوں میں "بوا" یا "پوا" لکھا گیا ہے اور یہی علاقہ اب تاریخی روضہ شاہ عالم کا مسکن ہے۔ (ن اُویسی)

سیّد محمد مقبول عالم کی قبر پر، جو احمد آباد کے جنوب میں بوا[56] کے مقام پر اپنے جدِ امجد سید محمد شاہ عالم کی خانقاہ کے احاطے میں مدفون ہیں، جو قدمِ رسول ہے، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس قدم شریف کا چربہ ہے جو جامع مسجد دہلی میں موجود ہے۔

کاغذ یا پتھر پر اسی قسم کے چربے بعض اوقات مختلف لوگوں کے گھروں میں ان کے ذاتی قبضے میں پائے جاتے ہیں۔

نعلین پاک: جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک کے نقوش کا احترام کیا جاتا ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی نعلین کے خاکوں کو بھی لوگ بڑی عزت وعقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ انہیں شیطانی وسوسوں، نظر بد اور ڈاکوؤں کی لوٹ مار سے بچنے کیلئے پرہیز گار لوگوں کے گھروں میں لٹکا دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی برکت سے دروزہ سے بھی نجات ملتی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب "نیل المرام فی نعل سید الانام"۔

اس کے حوالہ جات کیلئے مندرجہ ذیل کتب دیکھئے:

(القسطلانی : المواھب الدنیہ ، قاھرہ ۱۲۸۱ھ ۱ : ۳۳۷) مذکورہ بالا تصانیف کے علاوہ (۱) احمد بن محمد المقری کی فتح المتعالی في مدح النعال ، (HandschrBerlAhleardlt,Vers. Arab) شمارہ ۱ (۱) ابراہیم بن محمد بن خلف: معجزات الانبیاء مجلّہ مذکورہ شمارہ ۲۵۵۳: (۲) جلال الدین السیوطی: خادم النعل شریف، در مجلّہ مذکورہ، شمارہ ۹۶۴۴، (۳) شاہ محمد عمر: الاستشفاع والتوسل بآثار الصالحین وسید الرسل، دہلی ۱۳۱۹ھ وغیرہ وغیرہ۔

منکرینِ تبرّکات کا رد، ان کے استادِ مکرّم کے قلم سے: علمائے اہلسنت کے شیخ واستاذ اور وہابیوں دیوبندیوں کے شیخ المشائخ واستاد الاساتذہ، حضرت مولانا شاہ احمد سعید دہلوی قدس سرہ نے مندرجہ ذیل واقعہ لکھ کر آخر میں منکرین کا خوب رد فرمایا۔ چنانچہ مالا خطہ ہو۔

ایک روز حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کا کان دو انگشت (انگلیوں) سے پکڑا۔ دستِ معجزہ سے اس کے کان میں نشان ہو گیا۔ اور نسلاً بعد نسل اب تک باقی رہا۔ اس روایت سے نشان ہوتا، بے نشان چیز میں ثابت ہوا۔ اور نشانِ کہنی مبارک کا سنگ میں صحاح میں مُصرّح (واضح) ہے۔ اور جلال الدین سُیوطی نے ذکر کیا ہے۔ بیچ خصائص کبری، کے کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے اوپر سنگ کے نشان ہو جاتا تھا اس میں۔

اور ابن حجر نے بیچ "شرح قصیدہ ہمزیہ" کے نیچے اس شعر ناظم کے شعر

أَوْ بِلَثْمِ التُّرَابِ مِنْ قَدَمٍ ***لانَتْ حَيَاءً مِنْ مَتِهَا الصَّفْوَاءُ[57]

ذکر کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے اوپر پتھر کے، نرم ہو جاتا تھا نیچے قدم شریف کے اور جب چلتے تھے ریت میں، نہیں اثر کرتا تھا خلافِ عادۃِ جاریہ کے پس نشانِ قدم شریف کا سنگ میں ثابت ہوا، کمالِ تعجب ہے فرقہ محدثہ سے کہ باوجود دعویٰ علم کے قدم شریف کا انکار کرتا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ معجزاتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہے۔ اللَّهُمَّ أَحْفِظْنا ["اے اللہ! ہماری حفاظت فرما۔"]

شعر:۔ بَر زَمِینی اگر نِشانِ کَفِّ تُو بُوَد*** سالها سَجدَه صاحِب نَظَران خواهد بُوَد [58]

کف پا رزمینی جو اسد تو نازنین را*** بلب خیال بوسم ہمہ عمر آن زمین را[59]

---

56) کھنبایت (جسے انگریزی اور جدید جغرافیے میں کھمبات یا Cambay کہا جاتا ہے) بھارت کی ریاست گجرات کے ضلع آنند میں واقع ایک نہایت قدیم اور تاریخی ساحلی شہر اور بندرگاہ ہے۔ (ن اُویسی)

57) (الأنوار القدسية في شرح القصيدة الهمزية للبوصيري. تواكلها الأطبة والإساء. ص196. دار الكتب العلمية. 2010م)

ترجمہ: " یا وہاں قدم سے خاک تر ہو گئی، (اور) شفاف پتھر اس کے چھونے سے زندہ ہو کر نرم ہو گیا۔" ط۔ ضیائی

58) ترجمہ: " جہاں زمین پر تیرے قدم مبارک کا نشان ہو، وہاں اہلِ بصیرت اور اہلِ دل برسوں سجدہ کرتے رہیں گے۔" ط۔ ضیائی

59) ترجمہ: " جو زمین کا ٹکڑا تیرے جیسے نازنین کے قدم کو پالے، میں تمام عمر خیال کی زبان سے اس زمین کو بوسے دیتا رہوں گا۔" ط۔ ضیائی

اور عجب تر یہ ہے کہ یہ فرقہ ،ذِکرِ شریف وِلادت اور مِعراج و مُعجزات ووَفاۃِ سَیّدُ المرسلین محبوبِ رَبِّ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مانع(روکنے والے) ہے۔ بعض مکروہِ تحریمی کا فتوٰی دیتا ہے، اور بعض اِطلاق بِدعَتِ سَیِّئہ کا کرتا ہے۔ حالانکہ ذِکرِ خیرِ مَولِدِ شریف واَخلاقِ لَطیف، اور مُعجزات ووَفاۃِ مُنیف، وحُلیۂ مبارَک جَنابِ مُستطاب حضرت محبوبِ رَبِّ العٰلمین سَیّدُ الانبیاءِ وَالمُرسَلین صلی اللہ علیہ وسلم، بعینہٖ ذِکرِ خالِقِ السَّماواتِ وَالاَرضین جَلَّ جلالُہٗ وعم نَوالُہ ہے اور ذِکرِ حَق سُبحانہٗ کا واجِب ہے، ساتھ دلیل قَولِ اللہ تعالٰی کے: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا • وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

(الأحزاب:41إلى42)

اس واسطے کہ اَمر واسطے وُجوب کے ہے نزدِیک اَکثر کے، چُنانچہ تصریح کیا ہے اس کو عِلمِ اُصول میں کہ "اَمر واسطے وُجوب کے ہے نزدِیک اکثر عُلَماء کے"، اس واسطے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے: فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ (النور:63)

ترجمہ: چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ کہ خلاف کرتے ہیں امر حق کا پہنچانے بلا، یا عذابِ الیم سے۔

سمجھا جاتا ہے اس کلام سے، خوف پہنچنے فتنہ یا عذاب کا سبب مخالفت امر کی اس واسطے اگر نہ ہو تا یہ خوف تو عبث ہو جائے یہ تحذیر(ڈرانا) پس ہوا امور واجب اس واسطے کہ نہیں ترک غیر واجب کی خوف فتنہ یا عذاب کا۔ (سعید البیان، ص ۱۳۷)

تَتِمّہ مقامِ قدم شریف: پروفیسر محمد ایوب قادری دیوبندی نے "مخدوم جہانیاں جہانگشت کتاب لکھی ہے، اس میں قدم شریف کی بحث بھی لکھی ہے، اس میں اپنی دیوبندیّت کو بھی گھیرا اور ساتھ ہی اس نے "مقاماتِ قدم شریف" بھی لکھ دیئے ہیں، فقیر نے اس کی دیوبندیّت وہابیّت کی باتوں کا رد کر دیا ہے تا کہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو اور اس کے لکھے ہوئے مقامات بھی درج کر دیئے ہیں تا کہ ناظرینِ کتاب کا علمی اضافہ ہو۔

قدم شریف: دہلی میں لاہوری دروازہ کے جانبِ جنوب تقریباً ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر (علاقہ صدر متصل سرائے خلیل، عید گاہ چھوٹی کھڑکی) قدم شریف کی درگاہ ہے۔ دراصل یہ شہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ تغلق کی قبر ہے، اس پر ایک پتھر نصب ہے اور اس پتھر پر ایک نقشِ قدم بنا ہوا ہے، جس کا انتساب رسالت مآب کی طرف کیا جاتا ہے۔

مشہور ہے کہ یہ قَدَمِ شریف فیروز شاہ تُغلُق کے عَہد میں حضرت مَخدوم جہانیاں جہاں گَشت، مکہ مُعَظَّمہ سے دہلی لائے تھے۔

(واقعاتِ دارُ الحکومت دہلی، جلد دوم، از مولوی بشیرُ الدین، ص ۲۷۵۳، آگرہ ۱۹۱۹ء)

جب فَتح خان کا انتقال ہوا، تو یہ نقشِ قَدَم اُس کی قبر پر لگا دیا گیا۔ اُس کے بعد اُس کے گرد مدرسہ و مسجد اور مکانات تعمیر ہوئے۔ یہاں فیروز شاہ تُغلُق کے خاندان نیز دوسرے اُمراء ورُؤَساء کی قبریں ہیں۔

فتح خان کی قبر پر سنگِ مرمر کا ایک چپٹا تعویذ (پتھر کا کتبہ) نو (۹) فُٹ لمبا، ساڑھے چار فُٹ چوڑا، ڈیڑھ فُٹ اونچا ہے۔ اُس کے بیچ میں تختۂ سنگِ قدم شریف ساڑھے تین فُٹ لمبا اور ڈھائی فُٹ چوڑا رکھا ہوا ہے، جس پر پورا نقشِ قدمِ مبارک ایک فُٹ تین (۳) اِنچ لمبا اور اٹھائیس (۲۸) اِنچ چوڑا انگشت نمایا (واضح) ہے۔[60] (لسٹ آف محمدن اینڈ ہندو مونیومینٹس، جلد دوم، از مولوی ظفر حسن، ص ۲۴۴، کلکتہ ۱۹۱۹ء؛ واقعاتِ دارُ الحکومت دہلی، جلد دوم، ص ۵۳۸)

سنگِ مرمر کے ٹکڑے پر لکھا ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ، محمد میر تحویل دار چینی خانہ عالمگیری۔

شاہی سنگِ مرمر پر یہ تحریر ہے:

رَہِ گُم کُنان رَہنُماءِ مُحَمَّد*** هَدایَت دَهِندَه بِنایِ مُحَمَّد

خُوش آن مَدرَسَه، مِنبَر و بارگاهے*** کِه دَر دَست بُباشَد ثَنایِ مُحَمَّد

شِکَستَه دِلان را شِفا مَرحَمے*** دِلِ دَردمَندان دَوایِ مُحَمَّد

عَرش گَشتَه دَر زِیرِ پایِ او مُسَلَّم*** بَر آن کو شُدَه خاك پایِ مُحَمَّد[61]

عُرفِ شیروان خان ابنِ رَیحان خان حَبشی۔۔۔ بُود تاریخ بَست و سویم (۲۳) رَبیعُ الثّانی ۱۰۸۲ھ، ایں لَبیا تُمادَر تحریر آورد، سنگِ مرمر کے تالاب پر کُندہ ہے۔

بَر زَمِینی اگر نِشانِ کَفِّ نِشانِ تُو بُوَد*** سالها سَجدَه صاحِب نَظَران خواهد بُوَد

چُه یُوسُف دَر قَدَم گاهِ مُحَمَّد*** مِعجَر بَتَوفِیق دَا ساخت

تاریخِ اِتمامِ بُنایَش، *** شَنیدَم با تَقی گُفتَه بَجا ساخت[62]

ڈاکٹر وُو گل نے ۱۹۰۸ء میں مندرجہ ذیل ایک اور کتبہ نقل کیا ہے: (کیٹالاگ آف دی دہلی میوزیئم آف آرکیالوجی، از ڈاکٹر وُو گل، ص ۴۴، کلکتہ ۱۹۰۸ء) "آبِ قَدَمُ الشَّرَفِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہ"، ۱۲۲۲ھ

یہ کتبہ سنگِ مرمر کے ایک چھوٹے سے حوض کی ایک دیوار پر ہے اور اب یہ حوض عجائب خانہ (لال قلعہ دہلی) میں رکھا ہوا ہے۔

تنقید: قدم شریف کے متعلق تمام معاصر کُتُبِ تاریخ خاموش ہیں، تاریخِ فیروز شاہی (برنی) تاریخ فیروز شاہی (عفیف) سیرُ السّیر وُزشاہی اور حضرت مخدوم کے مستند ملفوظات جامع العلوم، خزانہ جلالی، جواہر جلالی، مظہر جلالی، مقرر نامہ وغیرہ میں کوئی حوالہ نہیں ملتا، البتہ فتوحاتِ فیروز شاہی، ص ۲۳ میں ایک اشارہ ملتا ہے لیکن اس میں کوئی صراحت اس کے قدمِ نبوی ﷺ ہونے یا حضرت مخدوم کے لانے کی نہیں ہے۔ نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں۔

(الفرع النامی، ص ۴۲)

---

60) (واقعاتِ دارُ الحکومت دہلی از بشیر الدین احمد دہلوی، قدم شریف یا مقبرہ فتح خان، 2/538، کتب خانہ انجمن ترقی اردو)

61) ۱۔"جو لوگ راہ بھٹک گئے ہیں، ان کے رہنما محمد ﷺ ہیں، اور جو ہدایت دینے والے ہیں، ان کی بنیاد بھی محمد ﷺ ہی ہیں۔"

۲۔خوش نصیب ہے وہ مدرسہ، وہ منبر اور وہ بارگاہ، جس کی زبان پر محمد ﷺ کی تعریف ہو۔"

۳۔ٹوٹے دل والوں کے لیے مرہم ہیں محمد ﷺ، اور دل کے دردمندوں کے لیے دوا ہیں محمد ﷺ۔"

۴۔یقیناً یہ مسلم ہے کہ عرش بھی ان ﷺ کے قدموں کے نیچے ہے، اور ان کے قدموں کی خاک پر جو جھک گیا، وہ بلند مرتبہ پا گیا۔"

۵۔میں ان کے کوچے کے کتوں میں سے ایک ادنیٰ کتا ہوں، لیکن محمد ﷺ کی گدائی نے مجھے شیر جیسا بلند و قوی بنا دیا ہے۔"ط۔ضیائی

62) ۱۔اگر زمین پر تیرے قدمِ مبارک کا نشان ہو جائے، تو اہلِ نظر اُس جگہ کو برسوں سجدہ کرتے رہیں گے۔"

"۲۔یوسف علیہ السلام کی عزت و رفعت قدم گاہِ محمد ﷺ کے سامنے ہیچ ہے؛ اللہ کے توفیق سے معجز (پردہ، اوڑھنی) وہاں بنا۔"

"۳۔میں نے سنا ہے کہ اس (عمارت) کی تعمیر کے اختتام کی تاریخ، تقی نے خوبصورت الفاظ میں 'بجا ساخت' کے ساتھ کہی۔"۔"ط۔ضیائی

نوٹ: یہ وہابی غیر مُقلِّد ہے، اِس کے حوالہ کا کیا فائدہ! (اُویسی غفرلہ)۔ چونکہ یہ جامِع کتاب دیوبندی ہے، اس لیے اُس نے اپنے ڈھب (انداز) پر تنقید کی، جو سَراسر تَعَصُّب ہی ہے۔ (اُویسی غفرلہ)

می گویند اگر آثار شریف نبوی مصطفوی گر دہلی است آوردہ ایشان حضرت مخدوم) است لکن رو ایتی از حدیث صحیحہ نزد محدثین ثابت نشدہ پر اعتماد اور اعتماد باشد حدیث در نیامدہ اگر نقش مبارک بر سنگی چسپ باشد

یعنی کہتے ہیں کہ آثارِ شریف نبوی ﷺ میں سے قدم شریف جو دہلی میں ہے، وہ ان کا (حضرت مخدوم) کا لایا ہوا ہے لیکن محدثین کے نزدیک کسی صحیح حدیث میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ جس پر اعتماد و اعتبار کیا جائے اور کسی حدیث میں نہیں آیا ہے کہ پائے مبارک کا نقش کسی پتھر پر آ گیا تھا۔[63]

ملا چور بانگا گواہ: جامع کتاب دیوبندی نے ایک دہائی کا حوالہ دے کر، دوسرے وہابی کو گواہ بنایا، اس طرح سے تو مسئلہ حل نہ ہوا، چنانچہ لکھا ہے:

(علم و عمل (وقائع عبد القادر خانی)، جلد اول، مرتبہ محمد ایوب قادری، ص ۲۳۶ (آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۶۰ء)

مفتی عبد القادر رام پوری (ف ۱۲۲۵ھ / ۱۸۴۹ء) نے بھی ان ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ کے حالات و واقعات کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بڑے ذوق و شوق و صحت سے محفوظ رکھا ہے مگر قدم شریف کے متعلق کوئی روایت نہیں ملتی، اگر ایسا واقعہ ہوتا تو اس کی روایت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے منقول ہوتی اور یقیناً حدِّ تواتر کو پہنچتی مگر ایسا نہیں ہے۔

تبصرہ اویسی: وہابی نے جھوٹ بولا کہ قدم کے متعلق حدیث نہیں حالانکہ فقیر متعدد احادیث ذکر کر چکا ہے۔

قدم پر اختلاف: سید احمد شہید کی تحریک کے زمانہ میں شاہ اسماعیل شہید وغیرہ نے بدعات کا رد کیا، اس زمانہ میں قدم شریف کی صِحّت اور عدمِ صِحّت کا مسئلہ بھی زیرِ بحث آیا ہو گا، اسی لیے دو رسالے "برہان محکم علی خذلان من نفی اثر القدم مولوی کریم اللہ (ف ۱۲۹۱ھ۔ ۱۸۷۴ء)" کے اور سیف المسلول علی من انکر اثر قدم الرسول مولوی فرید الدین نے قدم شریف کی صِحّت کے متعلق لکھے اور ان رسالوں کے رد میں میاں نذیر حسین دہلوی (ف ۱۹۰۲ء) نے (۱۲۶۶ھ۔ ۱۸۸۰ء) میں ایک محققانہ رسالہ "الدلیل المحکم فی نفی اثر القدم" لکھا، یہ رسالہ فخر المطابع دہلی سے ۱۲۶۷ھ / ۱۸۸۰ء میں طبع ہو چکا ہے، اِس سلسلہ کی ایک کتاب اَلِاسْتِشْفَاعُ وَالتَّوَسُّلُ بِاَبْرَارِ الصَّالِحِینَ وَسَیِّدِ الرُّسُلِ، مُؤلَّفہ حافظ محمّد عمر عُرف سِراجُ الحق، بن مولوی فریدُ الدّین ہے۔ جو ۱۳۲۹ھ میں خادم اسلام پریس دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ آثار الصالحین کے حوالے سے خان بہادر مولوی ظفر حسن (محکمہ آثار قدیمہ دہلی) نے اپنی کتاب "لیسٹ آف محمدن اینڈ ہندو مونیومنٹس" میں سیر نامہ مولفہ احمد برنی کی روایت نقل کی ہے کہ بادشاہ فیروز شاہ نے اپنے مرشد مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو خلعتِ خلافت لانے کے لئے مصر بھیجا وہ بڑے اعزاز کے ساتھ خلعتِ خلافت لائے، خلیفہ نے ان کو قدم شریف بھی دکھایا، واپسی پر حضرت مخدوم نے فیروز شاہ سے قدم شریف کا ذکر کیا، فیروز شاہ کو قدم شریف حاصل کرنے کا شوق ہوا اور اس نے حضرت مخدوم کو اس کے لانے کے لیے تیار کیا، حضرت مخدوم بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں تیرہ کروڑ تین لاکھ تنکوں کے تحائف لے کر خلیفہ کی خدمت میں پہنچے، خلیفہ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے نہ صرف قدم شریف دے دیا بلکہ اس کے وخادم حاجی محمد اور حاجی شمس الدین کو بھی ساتھ کر دیا، جب حضرت مخدوم قدم شریف لے کر آئے تو بادشاہ نے بیس میل سے استقبال کیا اور قدم شریف کو اپنی قبر میں لگانے کے لیے رکھا مگر ایک موقعہ پر اپنے پوتے فتح خان سے خوش ہو کر اس کو بخش دیا۔ بالآخر فتح خان کی قبر پر قدم شریف نصب ہوا، یہ واقعہ کی ۷۶۴ھ / ۶-

---

63) (مخدوم جہانیاں جہان گشت، ص 213، ادارہ تحقیق و تصنیف، 1963ء)

۱۳۶۵ء کا بیان کیا جاتا ہے۔ (یہ روایت سب سے پہلے شجرہ سہروردیہ کے حالات سماء الدین دہلوی) از احمد خان اکبر شاہی تالیف عہد اکبری ۱۰۰۵ھ (ورق ۷۳ ب ۳۹ ل) میں مجاوروں کے حوالے سے نقل ہوئی ہے)

غلط تقریر: تاریخی اعتبار سے یہ بیان طلسم ہوشربا کی داستان معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ تاریخ فیروز شاہی وغیرہ میں خلعتِ خلافت کا آنا بڑی وضاحت سے مرقوم (لکھا ہوا) ہے۔ حکومت کے تیسرے سال فیروز شاہ کو درگاہِ خلافت سے منشور عطا ہوا، اس موقعہ پر اس نے جشن عام منا کر خوشی کا اظہار کیا۔[64]

(تاریخ فیروز شاہی (عفیف) ص ۱۹۴)

۷۵۴ھ / ۱۳۵۳ء میں المعتضد باللہ ابو بکر بن الحاکم نے شیخ شہاب الدین احمد صامت کے ہاتھ منشور روانہ کیا اور فیروز شاہ کو سیف الخلافت اور قسیم امیر المومنین[65] خطابات عطا فرمائے۔[66]

(سیرت فیروز شاہی ورق ۱۴۰ حوالہ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، ص ۴۳۰)

"۷۶۴ھ / ۱۳۶۲ء میں محمد ابو بکر المتوکل علی اللہ نے قاضی بہاء الدین اور خواجہ کافور کے ہاتھ ایک منشور بھیجا، جس میں یہ مرقوم تھا کہ جس نے سید السلاطین فیروز شاہ کی فرمانبرداری کی اس نے گویا خدا اور رسول کی فرمانبرداری کی[67] ۷۶۶ھ / ۱۳۶۲ء میں متوکل علی اللہ کی طرف سے ناصر الدین دوامداد خلیفہ اور اشرف الدین رفاعی کے ذریعہ ایک اور منشور آیا[68]، فیروز شاہ تغلق نے محمود شمس الدین کے ذریعہ دربارِ خلافت کو ہند، پاکستان اوقاف، مساجد رباطات مدارس اور خوانق وغیرہ کے متعلق پوری تفصیل روانہ کی، ۷۷۱ھ ۱۳۶۹ء میں محمود شمس کے ساتھ قاضی نجم الدین نجم قریشی اور خواجہ کافور بھی آئے اور خلیفہ کی طرف سے ایک وقف نامہ لائے، یہ دربارِ خلافت سے تعلقات کی تاریخی حیثیت ہے۔ ۷۶۷ھ / ۶-۱۳۶۵ء میں قدم شریف کا لانا بیان کیا جاتا ہے۔"[69] (تذکرہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سخاوت مرزا، ص ۱۱۱)

(انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کلچر اسٹڈیز، آئندہ حوالہ میں اس کو "تذکرہ مخدوم" لکھا جائے گا حیدر آباد دکن ۱۹۶۲ء) اس زمانے میں فیروز شاہ تغلق نے ٹھٹھہ پر تاخت کی تھی اور اس موقع پر حضرت مخدوم نے مَصالِحت کے فرائض انجام دیتے تھے، جس کی تفصیل پچھلے باب میں گزر چکی ہے، سیر نامہ کے مؤلف نے فتح خان کو فیروز شاہ کا پوتا لکھا ہے، جو غلط ہے، فتح خان، فیروز کا بیٹا تھا، ایک ہم عصر مورِّخ سے یہ غلطی عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔

مؤلفِ واقعاتِ دار الحکومت دہلی نے شیخ عبد الحق محدّث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) کے ایک وصیّت نامہ اور خط کا حوالہ دیا ہے مگر ان چیزوں کی صحت کی سند بیان نہیں کی۔[70] (واقعاتِ دار الحکومت دہلی، جلد دوم، ص ۵۴۰)

اس کے بر خلاف شیخ عبد الحق نے حضرت مخدوم کے جو حالات اخبار الاخیار میں لکھے ہیں۔ ان میں قدم شریف کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ (عدم ذکر الشی (کسی شئ کا ذکر نہ کرنا) وجود الشی (شئ کا پائے جانے) کی نفی نہیں کرتا۔ اویسی غفرلہ)

---

64) (تاریخ فیروز شاہی از عفیف (شمس سراج)، تیسرا مقدمہ: خلیفہ کا خلعت ہندوستان آنا، ص 194، جامعہ عثمانیہ سرکار عالی، حیدر آباد دکن، 1938ء)
(سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات از پروفیسر خلیق احمد نظامی، خلافت سے تعلقات، ص 430، ادارہ ادبیات دلی، قاسم جان اسٹریٹ، دہلی، طبع اول: 1958ء)

65) قسیم امیر المؤمنین سے مُراد امیر المؤمنین کے اقتدار کو تقسیم کرنے والا ہے۔ (ن اُویسی)

66) (سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات از پروفیسر خلیق احمد نظامی، خلافت سے تعلقات، ص 430، ادارہ ادبیات دلی، قاسم جان اسٹریٹ، دہلی، طبع اول: 1958ء)

67) (سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات از پروفیسر خلیق احمد نظامی، خلافت سے تعلقات، ص 430، ادارہ ادبیات دلی، قاسم جان اسٹریٹ، دہلی، طبع اول: 1958ء)

68) (سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات از پروفیسر خلیق احمد نظامی، خلافت سے تعلقات، ص 431، ادارہ ادبیات دلی، قاسم جان اسٹریٹ، دہلی، طبع اول: 1958ء)

69) (سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات از پروفیسر خلیق احمد نظامی، خلافت سے تعلقات، ص 432، ادارہ ادبیات دلی، قاسم جان اسٹریٹ، دہلی، طبع اول: 1958ء)

70) (واقعاتِ دار الحکومت دہلی، قدم شریف یا مقبرہ فتح خان، 2 / 540، کتب خانہ انجمن ترقی اُردو)

غلط جواب: حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی (ف ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۳ء) کا ارشاد ہے کہ قدم شریف کو محدثین صحیح نہیں جانتے ہیں۔ میں نے ہر چند اس کی سند کو تلاش کیا مگر نہ پایا۔[71]

قصیدہ بردہ میں قدم شریف کا پتھر میں اثر ہونا لکھا ہے مگر اثر کے دوسرے معنی بھی لیے جاسکتے ہیں۔ (الملفوظات شاہ عبد العزیز، ص ۷۲)

حافظ محمد عمر عرف سراج الحق دہلوی نے اپنے مرشد حافظ عبد العزیز عرف مقبول احمد دہلوی کے ملفوظات و حالات ریاض الانوار کے نام سے دو جلدوں میں لکھے ہیں اس میں بھی قدم شریف کے متعلق خامہ فرسائی کی (لکھا) ہے۔ مگر بیان بالکل بے وزن اور پوچ ہے تاریخ و سیر سے ان کو کوئی سند نہیں مل سکی۔ (ریاض الانوار، جلد اول، ص ۱۹۶ تا ۲۳۰) کسی کو سند نہ ملے تو اصل مسئلہ کا انکار نہیں جیت ہوتا۔ (اُویسی غفرلہ)

انقلاب ۱۹۴۷ء میں قدم شریف کا تمام علاقہ، مساجد، قبرستان خانقاہ اور خاص قدم شریف کے وسیع دالان پر ہندو اور سکھ شرنارتھیوں (پناہ گزینوں) نے قبضہ کر لیا تھا، قبرستان میں مکان بنا لیے ہیں اب بھی بعض مسجدیں ان کے قبضہ میں ہیں، جن میں وہ بہ حیثیت مکان کے رہتے ہیں پختہ اور سنگِ مَرمَر کی سیکڑوں قبریں مِسمار کر دی گئی ہیں ۱۹۵۹ء قدم شریف کا دالان اور دو مسجدیں شرنارتھیوں سے حکومتِ ہند نے خالی کروا کے مجاوروں کے سپرد کی ہیں، قدم شریف اب فتح خان کی قبر پر نہیں ہے بلکہ علیحدہ علیحدہ مجاوروں کے پاس رہتا ہے ۱۶ جولائی ۱۹۶۳ء بروز سِہ شَنبَہ (منگل) ہماری درخواست پر مجاوروں نے قدم شریف دکھایا سفید پتھر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جس میں قدم جیسا نشان ہے، قدم کی لمبائی ایک بالشت پانچ انگشت ہے اب وہاں کسی قسم کا کوئی کتبہ وغیرہ نہیں ہے اور اس تختہ سنگ قدم شریف کی وہ لمبائی اور چوڑائی نہیں جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔[72]

زیارتِ قدم: ہند پاکستان میں متعدد جگہ قدم شریف کی زیارتیں قائم کر رکھی ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں:

۱۔ خاص دہلی ہی میں جامع مسجد کے جو تبرکات ہیں ان میں بھی "قدم الرسول" موجود ہے، ایک پتھر پر ایک بالشت ۶ انگشت لمبا نشان ہے۔

۲۔ لاہور میں کوئی بزرگ حاجی جمیل مکہ معظمہ کی طرف سے یا ایران سے قدم شریف لائے تھے اور حاجی جمیت نے ان قدموں کے لیے ایک گنبد بھی بنوایا تھا، اب یہ قدم شریف مادھولال حسین کے مزار کے سرہانے ایک گنبد میں نصب ہیں یہاں دونوں قدموں کے پنجوں کے نقش ہیں۔[73]

۴۔ آگرہ میں شاہ گنج اور سِکندرہ کی پُختہ سڑک پر قدمِ رسول ﷺ کی دَربار ہے، جسے ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء میں شاہجہان کے میر تُوزُک، خِدمت پَرست خان نے تعمیر کرایا تھا۔ اِس درگاہ کے نیچے حُجرے ہیں، مغربی ضلع میں مسجد اور باقی اَضلاع میں دوہرے دالان ہیں۔ دَرمِیانی صَحن مُرَبَّع ہے، اِس میں ایک حَوض ہے اور دَرمِیان میں قدَمِ شریف کا ایک خُوشنُما مَحجَر (جالی دار حصّہ) بنا ہوا ہے۔ مَحجَر کے وَسط میں چَبوتَرا ہے، اور دَرمِیان میں ایک پتھَر پر قدَمِ شریف ہے۔ اِس درگاہ سے مُتعلّق کچھ وقت بھی ہیں۔[74]

---

71) (ملفوظات شاہ عبد العزیز اردو ترجمہ مفتی انتظام اللہ مولوی محمد علی، ص 77، پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز کراچی 1960ء)

72) **حاشیہ:** فقیر اُویسی عرض گزار ہے کہ جامع کتاب کی مذکورہ بحث محض قدم شریف کو غیر مستند ثابت کرنے کی سعی خام کی ہے لیکن اس سے یہ تو یقین ہو گیا قدم شریف کے وجود اور اسکی زیارت کا انکار سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی سے پہلے کسی کو نہ تھا اور یہ بات بھی یقینی ہو گئی کہ ان دونوں کی تحریک سے قدم شریف کی بدعت اور وجود و عدم کے جھگڑے بپا ہوئے اور یہ بات بھی واضح طور پر میدان میں آگئی کہ عشاق ہر دور میں گستاخوں کی سرکوبی کے لیے سرکوبی میں ہوتے ہیں چنانچہ جب قدم شریف کے وجود و عدم اور جواز و عدم جواز اور بدعات کی بحث چل نکلی تو اہلسنت کے اکابر نے قدم فضائل و برکات پر ضخیم رسالے لکھے اور وہابیوں کے سرغنہ میاں نذیر حسین اور اس کے شاگردوں نے انکار میں رسالے لکھے۔ (صَدَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ.) كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے۔) (المؤمنون:53) (اویسی غفرلہ)

73) (تحقیقات چشتی از نور احمد چشتی، ص 295-298 حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور 1424ھ) (حدیقۃ الاولیاء از منشی غلام سرور لاہوری، ص 161 تا 162، مطبع نامی نول کشور کان پور)

74) (مرقع اکبر آباد از مولوی سعید احمد مارہروی، ص 167-168 آگرہ 1931ء)

(۵) آگرہ میں محلہ چڑی مار ٹولے میں یوسف شاہ کی مسجد ہے یوسف شاہ کے مزار پر بھی ایک خوش نما محراب کے اندر قدم شریف نصب ہے، محراب کے اطراف میں بخطِ نستعلیق یہ شعر کندہ ہے۔

بَر زَمِینی اگر نِشانِ کَفِّ تُو بُوَد*** سال‌ها سَجدَہ صاحِب‌نَظَران خواهد شُد[75]

۶۔ جے پور میں قدم شریف کی درگاہ ہے، ربیع الاول میں بارہ تاریخ کو بڑا اژدھام ہوتا ہے، آج کل سلیم الدین صاحب مہتمم ہیں۔

۷۔ خیر آباد (ضلع سیتاپور) میں نصیر الدین حیدر کے زمانہ میں سمی مکادرزی نے چالاکی سے بڑا عروج حاصل کر لیا تھا لکھنو میں بڑی عالیشان عمارتیں بنوائیں خیر آباد میں پختہ حویلی دیوان خانہ امام باڑہ اور مسجد بنوائی اس کے ساتھ قدم رسول کی زیارت گاہ بھی بنوائی۔[76]

۸۔ رام پور (یو۔پی) میں نواب کلب علی خان (ف ۱۸۷۴ء) کے زمانے میں قدم شریف کی ایک خوش نما عمارت تعمیر ہوئی، حکیم نجم الدین الغنی رام پوری لکھتے ہیں۔

جب ایک نشانِ قدم، پتھر پر آنحضرت ﷺ کے قدم شریف کے نام سے ان (نواب کلب علی خان) کو ملا تو اس کو نہایت ادب کے ساتھ بے نظیر کے متصل ایک مذہبی زیارت کے طور پر قائم کیا اور اس کی خوشنما عمارت تیار ہو کر ۱۶ محرم ۱۲۸۹ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۸۷۲ء کو منگل کے دن اس کی رسم افتتاح ادا کی گئی، محدثین کو اس بات میں اختلاف ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کوئی ایسا معجزہ ظہور میں آیا ہے یا نہیں، سیرت شمالی میں معجزہ قدم کا انکار ہی کیا ہے، ایک بار وہ قدم نواب صاحب کے عہد میں چوری بھی کیا گیا تھا، جو بہت سی کوششوں کے بعد دستیاب ہوا جب سے نواب صاحب نے انتقال کیا ہے قدم شریف کا بھی چرچا گھٹ گیا۔"

باغ بے نظیر کے پاس یہ عمارت تعمیر ہوئی ہے اس پر "یثرب ہندوستان ۱۲۸۸ھ تحریر ہے یہ قدم شریف صرف ایک بالشت لمبا ہے۔

۹۔ رام پور میں شاہ بغدادی عبد اللہ (شاہ بغدادی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو تذکرہ کاملان رام پور از احمد علی خان، ص ۸۲-۸۴، دہلی، ۱۹۲۹ء) ف ۱۲۰۷ھ ۱۷۹۲ء کے مزار پر بھی ایک قدم رسول ﷺ نصب ہے، اس کی لمبائی ایک بالشت کے انگشت ہے۔

۱۰۔ رام پور میں ایک قدم شریف (شاہ درگاہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو تذکرہ کاملان رام پور، ص ۱۲۴ تا ۱۲۷) (ف ۱۲۲۶ھ ۔ ۱۸۱۱ء) کی درگاہ میں بھی ان کے سرہانے والے حجرے کے ایک طاقچے (محراب) میں نصب ہے یہ قدم شریف دو بالشت لمبا ہے۔[77]

۱۱۔ کٹک (صوبہ اڑیسہ) میں بھی ایک زیارت گاہ قدم رسول ﷺ کے نام سے ہے جو عالمگیر ثانی کے عہد میں ۱۱۲۹ھ / ۱۷۵۶ء میں تعمیر ہوئی تھی اس کے دروازہ پر یہ تاریخ درج ہے:

بارگاہ خد یود و جہانی*** پناہ عالم انسی و جانی

مرتب گشت نوبت خانہ دیں*** بعہد شاہ عالم گیر ثانی

چوں فرزند مصالح دین محمد*** کہ دیدار علی نامش بدانی

بدرگاہِ نبی ایں قصر آرا ست*** خدا حاصل کند مقصود جانی

سوال سال تاریخش چو کردم*** سردش غیب گفت از مہربانی

---

75) "اگر زمین پر تیرے قدم مبارک کا نشان ہو جائے، تو اہل بصیرت اُس جگہ کو برسوں سجدہ گاہ بنالیں گے۔ ط۔ ضیائی (تاریخ اودھ از حکیم نجم الغنی، 4/333، نول کشور پریس لکھنو۔ 1918ء)

76) (اخبار الصنادید، جلد دوم از حکیم نجم الغنی خان، ص 211، نول کشور پریس لکھنو 1918ء)

77) (حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت از پروفیسر محمد ایوب قادری، ص 233، ایم ایچ سعید کمپنی، ناشران و تاجران کتب، پاکستان چوک، کراچی، اگست 1975ء)

۱۲۔ قصبہ آنولہ (ضلع بریلی) کے ایک شخص حافظ امیر الدین عہد جوانی میں روپوش ہو گئے تھے غالبا ۱۹۴۲ء میں بڑھاپے میں صوفی و عامل بن کر واپس ہوئے وہ اپنے ساتھ ایک قدم شریف لائے تھے، جمعرات کو زیارت قدم شریف ہوئی تھی، نذر اور چڑھاوے شروع ہو گئے تھے، دو تین سال ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ معلوم نہیں پھر اس پتھر کا کیا ہوا۔

۱۳۔ دیوبند (ضلع سہارنپور) میں پیر جی زاہد حسن ولد شیخ ریاض احمد کے یہاں ایک قدم شریف ہے جو ان کو نمبر داد عبد الشکور ٹانک ساکن موضع رسول پور سے ملا ہے۔ اس کی لمبائی ایک بالشت ساڑھے چھ انگشت ہے، ہر انگلی علیحدہ علیحدہ کھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے، انگوٹھے کے قریب والی انگلی انگوٹھے سے بڑی ہے، دوسری جگہ یہ بات نہیں ہے دیوبند کا یہ قدم شریف بھی زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔[79]

آنولہ، دیوبند، رام پور، دہلی اور لاہور کے قدم شریف ہم نے خود دیکھے ہیں لمبائی چوڑائی، انگلیوں کی ساخت، نقش کی گہرائی، پتھروں کے اقسام کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور زبانِ حال سے اپنے جعلی و وضعی ہونے کا اعلان کر رہے ہیں (آپ کا جو تا ایک بالشت دو انگل تھا تلوے کے پاس سے سات انگل چوڑا تھا) [80] (شمائل ترمذی، ص ۴۱۲)

افسوس کہ امّتِ مسلمہ جو دنیا میں توحید کی سب سے بڑی مبلغ اور علَم بردار تھی آج قدم کے نقوش و آثار کے پَرَستِش (پوجنے) میں مبتلا ہے۔

قدمِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مزید تلاش کی جائے تو ہندو پاکستان کے اکثر مقامات پر قدم شریف کے نقش ملیں گے جن کی کوئی اصل نہیں ہے بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے قدم شریف بھی زیارت گاہ بنے ہوئے ہیں۔ ایسی ہی ایک زیارت دہلی میں ہے جو "شاہ مرداں" کہلاتی ہے، کربلا کے احاطے سے آگے ایک بہت بڑا فصیل نما احاطہ ہے جو شاہ مردان یا علی گنج کے نام سے مشہور ہے" کے عہدِ سلطنت میں اول نواب بائی اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا، شیعہ مذہب تھیں ۱۱۳۷ھ / ۱۷۶۸ء میں ان کے پاس ایک پتھر آیا جس پر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے قدم مبارک کا نقش بیان کیا گیا۔ نواب قدسیہ بیگم نے اس نقش قدم کو سنگِ مَرمَر کے ایک حوض میں نصب کر لیا ۱۲۶۲ھ / ۱۸۶۸ء میں جاوید خان خواجہ سرا کے اہتمام سے چار دیواری مجلس خانہ، مسجد اور حوض تعمیر ہوئے پھر ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء میں عشرت علی خان نے مجلس خانہ بنوایا، مجلس خانہ کی پیشانی پر سنگِ مَرمَر کی سختی پر یہ کتبہ نصب ہے۔[81]

---

78) ۱۔ یہ (عمارت) اللہ کی بارگاہ اور تمام جہان کے لیے پناہ گاہ ہے، جو انسانوں اور جانوں (روحوں) کی پناہ ہے۔"

۲۔ یہ نوبت خانۂ دین مرتب ہوا، بادشاہ عالمگیر ثانی کے عہد میں۔"

"۳۔ گویا یہ دینِ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معاون فرزند کی مانند ہے، جسے علی دیدار کے نام سے پہچانتے ہیں۔"

"۴۔ یہ قصر حضور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دربار پر آراستہ کیا گیا، تاکہ اللہ جان کی مرادیں پوری فرمائے۔"

۵۔ جب میں نے اس کی تکمیل کی تاریخ پوچھی، تو غیب کے فرشتے نے محبت سے بتا دیا۔"

"۶۔ جب یہ کفر کے طغیان کو سرنگوں کرے گا، تو اس کا نام 'نوبت خانۂ دین' سال کے حساب سے پڑھا جائے گا۔"۔ ط۔ ضیائی

(حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت از پروفیسر محمد ایوب قادری، ص 233 تا 234، ایم ایچ سعید کمپنی، ناشران و تاجران کتب، پاکستان چوک، کراچی، اگست 1975ء)

79) (حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت از پروفیسر محمد ایوب قادری، ص 233 تا 234، ایم ایچ سعید کمپنی، ناشران و تاجران کتب، پاکستان چوک، کراچی، اگست 1975ء)

80) (حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت از پروفیسر محمد ایوب قادری، ص 242، ایم ایچ سعید کمپنی، ناشران و تاجران کتب، پاکستان چوک، کراچی، اگست 1975ء)

81) (حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت از پروفیسر محمد ایوب قادری، ص 242، ایم ایچ سعید کمپنی، ناشران و تاجران کتب، پاکستان چوک، کراچی، اگست 1975ء)

قَالَ مُحَمَّدٌ حَبِيبُ اللهِ: «أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا». درعہد مبارک احمد شاہ بہادربادشاہ غازی بموجب ارشاد نواب قدسیہ حضرت صاحبہ زمانہ با ہتمام نواب بہادر جاوید خان صاحب بسر برا ہے خاکسار لطف علی خان تعمیر قلعہ و مجلس خانہ و مسجد و حوض دریکسال مرتب شد[82] [83]

میں اس سے قبل بھی قدمِ شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درگاہ تھی جس کی تعمیر عہدِ جہانگیری کے ایک شیعہ امیر موسوی خان نے کرائی تھی۔ ممکن ہے کہ اسی عمارت کو ادھم بائی نے از سرنو ترقی دی ہو۔[84](واقعات دارالحکومت دلی، حصہ سوم، ص۲۱-۲۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک قدم شریف اُوچ میں بھی ہے[85] جو ایک بہت بھاری پتھر ہے، تقریباً دوفٹ لمبا، چھ فٹ چوڑا اور افٹ گہرا گڑھا ہے اس پتھر کے متعلق بھی مشہور ہے کہ اس کو حضرت مخدوم لائے تھے۔[86] حضرت مخدوم کے مقبرے کے پاس کوٹھری میں یہ پتھر رکھا ہوا ہے اس کوٹھری کے دروازے پر تحریر ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

سنہ ۱۳۳۰ھ

تاریخ عمدہ از سر تو

دریں روضہ پاک شیر جلی*** مبارک قدم است مولا علی

مرمت شدہ درزمان شاہ دیں*** شہ نو بہار گرامی ولی

بیین فیض درروضہ عنبر سرشت*** کہ شغل است ذکر علی و نبی[87]

(کتاب مخدوم جہانیاں جہانگشت، صفحہ ۲۱۰تا۲۲۴)

---

82)"اس سے آپ کے قدم مبارک کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔(اُویسی غفرلہ)

83)"محمد اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا:"میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔"احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی کے مبارک دورِ حکومت میں، نواب قدسیہ حضرت صاحبہ زمانہ کے ارشاد کے مطابق، نواب اور جاوید خال صاحب کی نگرانی میں، عاجز لطف علی خان کے بڑے بیٹے نے قلعہ، مجلس خانہ (اجتماع کی جگہ)، مسجد اور حوض کی تعمیر ایک سال میں مکمل کی۔ط۔ضیائی

(حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت از پروفیسر محمد ایوب قادری، ص243، ایم ایچ سعید کمپنی، ناشران وتاجران کتب، پاکستان چوک، کراچی، اگست1975ء)

(دلی کی درگاہ شاہ مرداں از خلق انجم، ص55، اردو اکیڈمی، دلی، 1988ء)

84) (حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت از پروفیسر محمد ایوب قادری، ص243، ایم ایچ سعید کمپنی، ناشران وتاجران کتب، پاکستان چوک، کراچی، اگست1975ء)

85) (حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت از پروفیسر محمد ایوب قادری، ص243، ایم ایچ سعید کمپنی، ناشران وتاجران کتب، پاکستان چوک، کراچی، اگست1975ء)

86)"۔ذخیرۃ تاخوانین از شیخ فرید بہترین ورق ۳۱(قلمی) پاکستان بشار کل سوسائٹی لائبریری کراچی۔۳-تاریخ اوچ(اُویسی غفرلہٗ)

87)۱۔"اس پاک روضے میں شیر خدا(مولا علیؓ) آرام فرماہیں، اوران کے مبارک قدموں کی نسبت ہے۔"

۲۔"یہ عمارت(روضہ)دین کے بادشاہ کے زمانے میں درست(تعمیر ومرمت)ہوئی، بہار کے شہر کے گرامی ولی کی طرف سے۔"

۳۔"فیض کو دیکھو! یہ عنبر جیسے خوشبودار روضے میں جاری ہے، دیکھو یہ فیض اسی خوشبودار روضے سے ظاہر ہورہا ہے۔"

(حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت از پروفیسر محمد ایوب قادری، ص243، ایم ایچ سعید کمپنی، ناشران وتاجران کتب، پاکستان چوک، کراچی، اگست1975ء)

آخری گزارش

فقیر اویسی غفرلہ نے قدم شریف میں جامع بحث عرض کی ہے تا کہ عاشقانِ مصطفی ﷺ کو تازگی نصیب ہو، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ فقیر کی یہ مختصر محنت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام کے لیے مشعلِ راہِ ہدایت اور فقیر اور ناشر کے لیے توشۂ یومِ آخرت بنائے۔ (آمین)

هذا آخر ما رقمه قلم

الفقیر، القادری، ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

(بہاولپور۔ پاکستان)

۲۳ شوال ۱۴۲۰ھ، ۳۱ جنوری ۲۰۰۰ء

بروز سوموار (پیر) شریف بعد صلوۃ الظہر

فَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.